ضلع اتر دیناج پور مغربی بنگال کے عظیم داعی و
رہبر طریقت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت شیر بنگال حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ
کی اجمالی حیات و خدمات پر مشتمل رسالہ بنام تاریخی

حالات فرد زماں شیر بنگال

۱۴۳۵ھ

تالیف

مولانا محمد سبحان رضا مصباحی

۲۰۱۴ء

ناشر: دار العلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات ضلع اتر دیناج پور

Prinded by Misbahi Press Janta Hat,Mob.7872874265

ضلع اتر دیناج پور مغربی بنگال کے عظیم داعی و مبلغ

پیر طریقت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت شیر بنگال حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ

کی اجمالی حیات و خدمات پر مشتمل رسالہ بنام تاریخی

حالات فرد زماں شیر بنگال

تالیف

مولانا محمد سبحان رضا مصباحی

ناشر: دار العلوم فیض عام کونہ و نوری نگر کمات ضلع اتر دیناج پور

نام کتاب : حالات فرد زماں شیر بنگال
مؤلف : محمد سبحان رضا قادری مصباحی
کمپوزنگ : محمد سبحان رضا قادری مصباحی
پروف ریڈنگ: حضرت مولانا احمد رضا قادری (ایم،اے)
تزئین کار : محمد راشد رضوی
صفحات : ۶۰
تعداد اشاعت: ۵۰۰
سن اشاعت : ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء
ناشر : دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات ضلع اتر دیناج پور

ملنے کے پتے:
(۱) دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات ضلع اتر دیناج پور
(۲) المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور اعظم گڑھ یوپی
(۳) مکتبہ صمدیہ جامع مسجد پھپھوند شریف ضلع اوریا یوپی
(۴) دارالعلوم اسلامیہ بنگالی شاہ وارثی لین خضر پور کولکاتا
(۵) ماسٹر اسماعیل میڈیکل، نیاہاٹ، کونہ وکمات اتر دیناج پور

فہرست مضامین

۷۸۶

نعت شریف

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سرِ عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں مدح اہلِ دُوَل رضا پڑے اس بلا میں بری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارہ ناں نہیں

کلام رضا

۷۸۶

شرف انتساب

غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عطائے رسول خواجہ خواجگاں حضور سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆☆☆
☆

تقریظ جلیل

جانشین شیر بنگال استاذ العلماء حضرت علامہ ومولانا محمد ظہیر الدین رضوی قبلہ
صدر المدرسین دار العلوم معدن خیرات بھلکا باڑی اتر دیناج پور بنگال

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
اما بعد

ہر گز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

عزیزم حافظ وقاری مولوی محمد سبحان رضا سلمہ نے ایک دن موبائل فون پر مجھے بتایا کہ حضرت علامہ ومولانا الشاہ محمد غیاث الدین شیر بنگال علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں آپ چوں کہ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ کے معتمد اور علما میں سب سے زیادہ قریب رہے ہیں، جلوت وخلوت اور سفر وحضر کے بہت سارے واقعات آپ کے ذہن میں محفوظ ہوں گے، لہذا حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ کے تعلق سے جو بھی یادیں آپ کے ذہن میں محفوظ ہوں سپرد قرطاس فرمادیں تا کہ اس سوانحی کتاب میں محفوظ ہو کر قوم وملت کے لیے خضر راہ بن سکیں، مگر مجھے اتنی فرصت کہاں جو حضرت کے حالات زندگی پر کچھ قلم بند کرسکوں۔ شب وروز مدرسہ کے کام میں مصروف رہنے کی وجہ سے میں نے معذرت خواہی کی پھر بھی عزیزم کا اصرار برابر جاری رہا، بہر حال جو باتیں یاد آئیں میں نے مولانا موصوف کو زبانی بتادیں۔ بلاشبہ حضرت علامہ ومولانا الشاہ محمد غیاث الدین شیر بنگال علیہ الرحمہ ہمارے علاقہ چکلیہ ضلع اتر دیناج پور کے عالم جلیل وعامل کامل تھے، انہی کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے ہمارے علاقہ میں آج سنیت کا بول بالا ہے۔ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ اپنے وقت

کے ماہر طبیب بھی تھے، ان کی تعویذات میں بے پناہ تاثیر تھی، دین کی دعوت وتبلیغ کا جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ جلسہ وجلوس کے محافل میں خاص طور سے شرکت فرمایا کرتے تھے، چاہے گرمی ہو، یا برسات، ٹھنڈی ہو یا سردی، کبھی بھی ان باتوں سے نہیں گھبرائے، ان ہی بلند ہمتی کو دیکھتے ہوئے علمائے دین وملت ومفتیان شریعت حضرات نے آپ کو شیر بنگال کے خطاب سے نوازا۔ آپ علیہ الرحمہ اکثر وبیشتر "پورب پاکستان" جو اس وقت بنگلہ دیش کہلاتا ہے، پروگرام میں تشریف لے جایا کرتے تھے، یعنی آپ کے چاہنے والے بنگلہ دیش میں بھی تھے، اور آپ کی سب سے بڑی خاصیت یہ تھی کہ آسیبی وجنونی خللات کو بہت جلد دور فرمادیا کرتے تھے، یعنی دعا، تعویذ کے معاملات میں جو کام اوروں سے حل نہ ہو پاتا یہاں آکر معاملہ حل ہو جاتا تھا، حضرت شیر بنگال افراد سازی کی عمدہ صلاحیت رکھتے تھے، وہ اپنے زیر تربیت طلبہ کی پوشیدہ صلاحیتوں کو پرکھ لیا کرتے تھے، ان کی تربیت ان کی فطری صلاحیتوں کے مطابق فرمایا کرتے تھے، ان کی درسگاہ علم وادب کے فیض یافتہ آج بھی اپنے علم وعمل میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ انہوں نے دینی تعلیم کے فروغ میں بڑا اہم کردار ادا کیا، لوگوں کو علم کی اہمیت اور جہالت کے نقصانات سے باخبر کیا۔ اور ایک عظیم دینی تعلیمی ادارہ قائم کر کے حصول علم کی راہ میں آنے والی دشواریوں کا قلع قمع کردیا۔

ان کا فیضان ہمارے پورے علاقے پر برس رہا ہے، وہ آج بھی ہماری نگرانی فرما رہے ہیں، ان کے فیوض وبرکات سے ہم سب مستفید ومستنیر ہو رہے ہیں۔ اللہ ان کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے آمین بجاہ حبیبہ الکریم وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین ۔

طالب دعا خاکسار .
محمد ظہیر الدین رضوی
صدر المدرسین دار العلوم معدن خیرات بھلکا باڑی علاقہ گوال پوکھر ضلع اتر دیناج پور

تقریب

مولانا محمد ساجد رضا مصباحی
استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اوریا یوپی

داعی اسلام وسنیت، عالم ربانی، حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمۃ والرضوان جلیل القدر عالم، بے مثال صوفی اور دین وسنیت کے مخلص داعی و مبلغ تھے، ان کی پوری زندگی مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح، اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت اور باطل وگمراہ فرقوں کی تردید وابطال میں گزری، انہوں نے حصول علم سے فراغت کے بعد میدان عمل میں قدم رکھا تو اپنے علاقے کے مسلمانوں کی دینی ومذہبی صورت حال کو دیکھ کر بے چین ہو اٹھے اور اہل سنت کے عقائد واعمال کے تحفظ کے لیے تن تنہا ایک سرگرم تحریک چلائی، جس کے بانی بھی وہی تھے اور معاون بھی وہی، قافلہ سالار بھی وہی تھے اور روح رواں بھی وہی۔ آپ نے مکمل عزم وحوصلے کے ساتھ قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا، اور پورے اخلاص کے ساتھ جد وجہد کرتے رہے، نہایت ناسازگار حالات میں بھی آپ جبل استقامت بن کر دین کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہے، یہ وہ زمانہ تھا جب اتر دیناج پور کے اس علاقے میں دیوبندیت اور وہابیت کے فروغ کے لیے نہایت خاموشی کے ساتھ زمین دوز تحریک چلائی جارہی تھی، سادہ لوح مسلمانوں کو بڑی چالاکی کے ساتھ وہابیت کے جال میں پھنسایا جارہا تھا، آپ نے دیوبندیوں کی عیاری اور مکروفریب سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے اپنی تقریروں کے ذریعہ ان کے گمراہ کن افکار ونظریات کو طشت ازبام کیا، اور مسلسل ان کا تعاقب فرماتے رہے۔ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ علم وعمل کے ساتھ اپنے دل میں دین کا بے پناہ اخلاص بھی رکھتے تھے، ان کے اسی اخلاص نے انہیں اپنی کوششوں میں کامیاب اور عوام وخواص میں بے پناہ مقبول بنادیا تھا۔ بے سروسامانی کے عالم میں تن تنہا انہوں نے تبلیغ دین کا جو عظیم کارنامہ

انجام دیا وہ حیرت انگیز ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت شیر بنگال اپنے زمانے میں عوام وخواص کے مرجع ومقتدیٰ اور علاقے کی کاروان سنیت کے قافلہ سالار تھے، ان کی جراءت و بے باکی، عزم و استقلال اور بے مثال مجاہدانہ کارناموں کی بنا پر انھیں "شیر بنگال" کا لقب دیا گیا، صحیح معنوں میں وہ اس کے مستحق بھی تھے۔ آج ہمارے قرب وجوار میں جو سنیت کی بہاریں ہیں وہ انہی کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت ہیں۔ انہیں اس علاقے میں فکر رضا کا اولین ناشر ومبلغ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے، آج ہمارے علاقے میں مسلک اعلیٰ حضرت کے جو نعرے لگ رہے ہیں اور ہر ہر فرد کی زبان پر اعلیٰ حضرت کے ترانے ہیں، یہ حضرت شیر بنگال ہی کا احسان ہے۔ وہ خانوادہ رضویہ کے خوشہ چیں تھے، اور ان کی محبت کا دم بھرتے تھے، شہزادہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے بیعت تھے، مرشد گرامی کا فیضان کرم ان پر جھوم جھوم کر برستا تھا۔ اور الحمد للہ حضرت شیر بنگال کے صدقے حضرت مفتی اعظم کا فیضان آج بھی یہاں خوب برس رہا ہے۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک لازوال کارنامہ دار العلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات کا قیام ہے، انہوں نے اعلیٰ فکر وبصیرت، حد درجہ دور اندیشی اور مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے فروغ علم دین کے لیے تقریباً ۱۹۵۰ء میں مدرسہ فیض عام قائم کیا۔ آپ کے قائم کردہ اس ادارے نے اس علاقے میں فروغ سنیت اور اشاعت علم وادب میں بڑا اہم کردار ادا کیا، مسلسل چھ دہائی سے یہ ادارہ اپنے بانی کے فیضان کرم سے علم وادب کی اشاعت میں مصروف ہے، ہزاروں نونہالان قوم اس ادارے سے فیض پا کر زیور علم سے آراستہ ہوئے ہیں۔ آج کونہ ونوری نگر کمات اور قرب وجوار کے قریات میں جو اہل علم کی ایک مضبوط ٹیم موجود ہے اس میں حضرت شیر بنگال کی مخلصانہ جد وجہد کا بڑا حصہ ہے۔

حضرت شیر بنگال کی حیات مبارکہ کا یہ پہلو بھی ہمارے لیے خاص طور سے توجہ کا طالب ہے کہ آپ اپنے زمانے میں تن تنہا دیو بندیت اور وہابیت کے خلاف محاذ آرا تھے، لیکن سنیت کا بول بالا تھا، دیو بندی وہابی ہر محاذ پر خائب وخاسر تھے، ان کی تحریک سمٹتی جا

رہی تھی، وہ اپنے ہدف کی تکمیل میں ناکام تھے۔ جب کہ آج ہمارے قرب وجوار میں علماے اہل سنت کی ایک بڑی ٹیم موجود ہے، ہمارے سماج میں دینی وعصری تعلیم کا گراف بھی بڑھا ہے، اہل سنت کے متعدد دینی ومذہبی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ اسباب ووسائل بھی پہلے سے زیادہ مہیا ہیں، اس کے باوجود ہم دیوبندیت کے سیلاب میں باندھ باندھنے میں ناکام کیوں ہیں؟ بھولے بھالے سنی مسلمان وہابیت کے دلدل میں کیوں پھنستے جارہے ہیں۔ ہمارے علما ان سوالات پہ غور کرنے کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کرتے۔ ہم اپنے بزرگوں کے نام پر نعرے تو خوب لگاتے ہیں، دھوم دھام سے اعراس بھی خوب منعقد کرتے ہیں، لیکن ہمیں ان کے مشن کی تکمیل کے لیے عملی اقدام اور اس کے مضمرات پر غور کرنے کا موقع نہیں مل پاتا۔ ہمیں اس پہلو پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم دعوت وتبلیغ کے اپنے فریضہ منصبی سے سبک دوش ہو رہے ہیں؟ تبلیغ کے نام پر ہمارے پاس کوئی لائحہ عمل نہیں، اور نہ ہم تبلیغ کے اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ زندگی بھر دیوبندیوں کے خلاف محاذ آرا رہے انہوں نے دعوت وتبلیغ کے قرآنی اصول یعنی حکمت وموعظت کو اپنا وطیرہ بنایا تھا، وہ مسخرہ اور بھونڈے الفاظ کبھی استعمال نہیں کرتے تھے، ان کا خطاب باوقار اور قرآن وحدیث کی دلائل سے مزین ہوتا تھا، وہ دیوبندیوں کے عقائد ونظریات اور ان کے کالے کرتوتوں کو موضوع سخن بناتے لیکن اس کا مقصد انہیں حقائق سے آگاہ کر کے راہ راست پر لانا ہوتا تھا، نہ کہ جاہلانہ انداز میں ان کا مسخرہ کرنا، انہیں خوب معلوم تھا کہ مدعو قوم کو اپنی بات منوانے کے لیے انہیں پہلے اپنی بات سننے پر آمادہ کرنا ہوگا، اگر اول مرحلہ میں وہ ہماری بات سن کر بدک گئے تو ہم ان تک اپنا پیغام پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوں گے، اور ہمارا مقصد اصلی فوت ہو جائے گا۔ لیکن آج ہم کیا کر رہے ہیں، ہم نے رد وہابیہ کے لیے جو طریقے اپنائے ہیں وہ کتنے مفید ہیں ان پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آج ہم اپنے غیر حکیمانہ طریقوں کی وجہ سے ناکام ہیں اور ہمارے اسلاف دعوت وتبلیغ کے قرآنی اور حدیثی اسلوب کو اپنے لیے نمونہ عمل بنایا تو کامیاب رہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہمارے علاقے میں منعقد ہونے والے اجلاس جن سے دینی دعوت کا بڑا کام ہوسکتا تھا، محض سیر وتفریح کا ذریعہ بن کر رہ گئے ہیں۔ میں معذرت کے ساتھ مدارس کے اساتذہ اور ذمے داران سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا ان دینی اسٹیجوں کے تقدس کو پامال نہ ہونے دیجیے، ہمارے جلسوں کے اسٹیج اس وقت قہقہوں کے اڈے بنتے جارہے ہیں، جاہل اور پیشہ ور خطبا کی بے راہ رویوں نے اسٹیجوں کی جو درگت بنائی ہے وہ تشویشناک ہے، رات بھر جلسہ سننے کے بعد سامعین کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ کسی دینی جلسے سے آرہے ہیں یا قہقہے کی محفل اور مجلس طنز ومزاح سے۔ غیر مہذب گویے قسم کے شعرا نے رہی سہی کسر پوری کردی ہے۔ للہ اہل سنت کے اسٹیجوں کو مزید بدنام ہونے سے بچایئے ورنہ وہ دن دور نہیں جب آپ کے جلسوں میں صرف ناخواندہ اور گنوار قسم کے لوگ ہی جانا پسند کریں گے اور پڑھا لکھا سنجید طبقہ آپ سے دور ہوتا جائے گا۔ دینی اسٹیجوں کو غیر موثر اور بدنام کرنے میں بعض مدارس کے اساتذہ اور انتظامیہ کا اہم رول رہا ہے، جن کی ناعاقبت اندیشیوں نے اہل سنت کے دینی جلسوں کو مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ میرا سر، اس وقت شرم سے جھک گیا جب ایک دینی ادارے کے جلسہ دستار بندی کی صبح چوراہے پر کھڑے چند نوجوان رات کے جلسے میں بیان کیے ہوئے چٹکلے مزے لے لے کر بیان کررہے تھے اور ایک مقرر کی تقریر پر تبصرے کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ''کل ایک مولوی صاحب اسٹیج میں تقریر کے دوران ڈانس کررہے تھے''۔ میں نے اندازہ لگایا کہ رات میں نماز وروزے کی باتیں تو ان نوجوانوں کو یاد نہیں رہیں لیکن منبر رسول میں بیٹھ کر بیان کیے گئے چٹکلے ان کے ذہن ودماغ میں اثر چھوڑنے میں کام یاب ہوگئے، اس کی وجہ یہی ہے کہ آج ہمارے مقررین عوام کی عارضی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے قرآن وحدیث اور صوم وصلاۃ کی باتوں سے زیادہ لطیفے بیان کرتے ہیں۔ ایسے اجلاس کے اسٹیجوں میں بیٹھنا اہل علم اور سنجید افراد کے لیے نہایت ناگوار ہوتا ہے۔

حضرت شیر بنگال کی شخصیت ہمارے دیار میں اس قدر معتمد اور معتبر مانی جاتی ہے کہ لوگ بات بات میں ان کی مثال پیش کرتے ہیں، اوران کے عمل کو سند کی حیثیت دیتے

ہیں۔ یقیناً حضرت شیر بنگال ہمیشہ شریعت کے اصولوں کے پابند رہے، انہوں نے شریعت
کے مقابلے میں کبھی کسی مصلحت کی پروا نہیں کی، حق بات بولنے سے وہ کبھی نہیں چوکتے تھے،
وہ صرف اپنے معبود حقیقی سے ڈرتے تھے، کسی دنیاوی عظمت وسطوت والے کا کبھی خوف نہیں
کیا۔ حضرت شیر بنگال کی عظمت، ان کی استقامت اور تصلب فی الدین سب اپنی جگہ مسلم
ہیں، ان سے کوئی بھی صاحب نظر انکار نہیں کر سکتا، لیکن ہمارے قرب وجوار کے بعض عمر
رسیدہ افراد نے حضرت شیر بنگال کی جانب بہت سی غلط باتیں اور مسائل منسوب کر دیں، جن
کا حضرت شیر بنگال سے کوئی تعلق نہیں، ان جاہل راویوں سے اس سلسلے میں دھوکا ہوا، وہ یا تو
صحیح بات سن نہیں سکے یا پھر حافظہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا، ایسی بہت ساری روایات ہیں، سر
دست اپنے ساتھ پیش آنے والے ایک واقعے کے نقل پر اکتفا کرتا ہوں۔

غالباً ۲۰۰۵ء کی ایک شام کو حضرت مولانا احمد رضا قادری قبلہ اور چند علمائے کرام
کے ساتھ ایک جنازے میں شرکت کرنے کے بعد ہم لوگ دار العلوم فیض عام کی صحن
میں بیٹھے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کر رہے تھے، ہماری اس مجلس میں چند عمر رسیدہ افراد
بھی تھے، اسی درمیان مغرب کی اذان کا وقت ہوا تو ہم لوگ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے
اور مسجد کی طرف جانے لگے اور بزرگ نے ہمیں ٹوکتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے وضو نہیں
بنایا، ہم نے کہا ہم باوضو ہیں اس لیے وضو بنانے کی کوئی ضرورت نہیں، انہوں نے ہمارے علم
میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا، ابھی آپ لوگوں نے نماز جنازہ ادا کی ہے، اور نماز جنازہ کے
وضو سے دوسری نمازیں نہیں ہو سکتیں اس لیے وضو بنانا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ فقہی
کتابوں کے اپنے محدود مطالعہ کی روشنی میں اتنی بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ نماز جناز
کو نواقض وضو سے کہیں شمار نہیں کرایا گیا ہے۔ اس پر وہ صاحب بول پڑے کیا آپ لوگ شیر
بنگال سے بڑے عالم ہیں، ہم نے شیر بنگال سے سنا ہے کہ نماز جنازہ کے وضو سے دوسری
نمازیں نہیں ادا کی جا سکتیں، آپ لوگوں نے حدیث ٹھیک سے نہیں پڑھا ہے۔ ایک اور
صاحب ان کی حمایت میں کھڑے ہو گئے، انہوں نے بھی وہی راگ الاپنا شروع کر دیا، خیر
ہم لوگوں نے مغرب کی نماز ادا کی بعد نماز مغرب بھی ان کو سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ کسی

قیمت پر ماننے کے لیے آمادہ نہیں ہوئے۔ افسوس اس بات پر ہوا کہ وہ اپنی جہالت کو حضرت شیر بنگال کی جانب منسوب کر رہا تھا، اور پورے اعتماد کے ساتھ کہہ رہا تھا، ایسے کئی لوگ آج بھی باحیات ہیں جو حضرت شیر بنگال کی جانب غلط مسائل کو منسوب کرنے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے۔ ایسے لوگ خدا کا خوف کھائیں اور علما کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے معلومات کی تصحیح کرالیں ورنہ غلط مسائل کی تشہیر اور اللہ کے ایک نیک بندے پر افترا کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کو دو دہائی سے زائد عرصہ گزر گیا، لیکن ہماری مشترکہ کوتاہیوں کے سبب ان کی عبقری شخصیت پر کچھ نہیں لکھا جا سکا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے برادر عزیز مولانا محمد سبحان رضا مصباحی کو جنہوں نے حضرت شیر بنگال کی سوانح مرتب کر کے ہم سب کا قرض ادا کر دیا ہے۔ مولانا موصوف الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے اعلیٰ فارغین میں سے ہیں، فراغت کے بعد ہی سے درس وتدریس کے عمل سے وابستہ ہیں۔ تحقیق وجستجو اور تتبع وتلاش ان کا شیوہ، جواں عزم وحوصلہ رکھتے ہیں، مسلسل لکھنے پڑھنے کے کاموں میں مشغول ہیں، ہم نے مستقبل میں ان سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آئندہ بھی ان کا علمی وقلمی سفر جاری رہے گا، اور ان کے رشحات قلم سے ہم آئندہ بھی مستفید ہوں گے۔ ہم صمیم قلب سے مولانا موصوف کو اس کتاب کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم، عمر اور اقبال میں بے پناہ ترقیاں عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وصلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ اجمعین۔

پیش لفظ

شیر بنگال حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ والرضوان کے وصال کو ۲۲ رسال کا عرصہ ہوگیا، اس طویل ترین مدت میں آپ کے صحبت یافتہ کئی علما اور آپ کی محفلوں کے متعدد معتمد حاضر باش اس دنیا سے چلے گئے۔ان جانے والوں کے ساتھ ساتھ آپ کی بہت ساری یادیں بھی دفن ہوگئیں۔یہی وجہ ہے کہ اب جب آپ کی سوانح حیات مرتب کرنے کا ارادہ ہوا تو اندازہ ہوا کہ جانے انجانے میں ہم نے آپ کی حیات وخدمات کی بہت ساری تفصیلات کو گنوادیا ہے، تاخیر بہت ہو چکی ہے، مزید تاخیر قوم وملت کے ایک عظیم سرمایے کو ہمیشہ کے لیے ہماری نظروں سے اوجھل کردے گی۔جن ارباب علم سے آپ کے شب روز کے حالات معلوم ہو سکتے تھے ان سے رابطہ کیا گیا، آپ کے قریب رہنے والے موجودہ عمر رسیدہ افراد سے بھی معلومات حاصل کی گئیں، لیکن اس کے باوجود ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ کی حیات کے بہت سارے گوشے ابھی بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہیں آپ کی کتاب زندگی سے متعلق معلومات کا بہت بڑا حصہ جناب حاجی یادعلی مرحوم کو نہ سے حاصل ہوسکتا تھا مگر زیرنظر کتاب کی ترتیب سے بہت پہلے وہ اللہ کو پیارے ہو گئے، اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے۔حضرت شیر بنگال کی سوانح پر مشتمل یہ مختصر تحریر نقش اول ہے، جو سر دست قارئین کی خدمت میں پیش ہے، اگر اللہ تعالی کا فضل شامل حال رہا اور ارباب عقیدت کا تعاون شامل رہا تو ایک تفصیلی سوانح کی ترتیب کا بھی ارادہ ہے، واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

مجھ ہیچ مداں کو اپنی علمی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا مکمل اعتراف ہے، حضرت شیر بنگال کے حوالے سے لکھنا یقیناً بڑا کام ہے۔حضرت مولانا مفتی محمد ساجد رضا مصباحی۔نوری مگر کمات، استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف (اناوہ) اور دیگر چند اہل عقیدت کے اصرار اور حضرت شیر بنگال سے قلبی محبت نے مجھے یہ جرات رندانہ عطا کی کہ میں اس عبقری شخصیت

کی حیات کے مختلف گوشوں کو صفحہ قرطاس پر پیش کروں، حضرت مولانا موصوف نے اس کام میں میری ہر طرح سے مدد کی اور مفید مشوروں سے نوازا، میں ان کا بے حد ممنون و مشکور ہوں، مولیٰ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں استحکام بخشے اور دین وملت کی خدمات کا جذبہ وافر عطا فرمائے نیز حضرت علامہ و مولانا محمد ظہیر الدین رضوی قبلہ کونہ، حضرت مولانا حسن امام ادیب گوہرہ حضرت مولانا عبدالجبار صاحب قبلہ اپلیہ، حضرت مولانا احمد رضا صاحب قبلہ، حضرت مولانا شکیل انور صاحب قبلہ اور ان سب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے میرے اس کام میں مدد کی، مولیٰ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قارئین سے التجا ہے کہ کسی واقعہ کی سند یا کرامت کے صحت میں کوئی ذہنی اضطراب یا فکری خلجان ہو تو برائے کرم ہدف ملامت بنانے کے بجائے راقم کو اطلاع کریں، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے گی۔

محمد سبحان رضا قادری مصباحی

خادم تدریس دارالعلوم اسلامیہ ارا بنگالی شاہ وارثی لین خضر پور کولکاتا ۲۳

☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد

حضرت شیر بنگال کے حالات زندگی

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک ان گنت افراد اس خاکدان گیتی پر پیدا ہوئے اور اپنی حیات مستعار کے مقررہ اوقات گزار کر راہی ملک عدم ہو گئے، تاریخ نے ان کے نقوش حیات اور زندگی کے لیل ونہار کو فراموش کر دیا، ان کا تذکرہ کسی کتاب میں ہے نہ کسی دفتر میں، مگر اس عالم رنگ و بو میں کچھ ایسے خدا رسیدہ، جلیل القدر قدسی صفات شخصیتیں بھی جلوہ گر ہوئیں جن کے درخشندہ کارنامے اور لازوال خدمات نے انہیں زندہ جاوید بنا دیا۔

انہی خداترس اور عبقری ہستیوں میں ایک نام حضرت علامہ غیاث الدین شیر بنگال علیہ الرحمہ کا ہے، آپ نے اپنی شب و روز کا مشغلہ تبلیغ دین متین اور فروغ سنیت کو بنایا، احقاق حق، ابطال باطل کے لیے پوری زندگی سینہ سپر رہے، آپ "الحبُّ فِیْ اللہ والبغض فی اللہ" کے مکمل مصداق اور سچے عاشق رسول تھے۔

آپ بلند پایہ مدرس، جلیل القدر عالم دین، شعلہ بار مقرر، ماہر علوم وفنون، معروف حکیم، بہترین کاشتکار اور نامور خلیب تھے، دراصل آپ کی ہمہ گیر شخصیت، متنوع صفات کا مجموعہ تھی، آپ نے غیر معمولی خداداد ذہانت اور فطری صلاحیتوں سے دین متین کی ایسی لازوال خدمت انجام دی جس کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ آپ نے تبلیغ دین کے لیے اپنی تقریروں کو ذریعہ بنایا، آپ اس میدان میں کامل مہارت بھی رکھتے تھے، تقریری اور تبلیغی میدان میں آپ نے گہرے نقوش چھوڑے، آپ کا علاقہ تعلیمی اعتبار سے پس ماندہ تھا، آپ نے اسی علاقے کو اپنی تبلیغی مساعی کا مرکز بنایا، آپ جہاں بھی تشریف لے گئے سنیت کا جھنڈا

نصب کر دیا یہی وجہ ہے کہ آج اس علاقے کے لوگ آپ سے دیوانگی کی حد تک محبت کرتے ہیں، خاص طور سے کونہ ونوری نگر کمات، املیہ، ڈانگی پارہ وغیرہ قریات میں آپ سے محبت کرنے والوں میں بوڑھے، جوان، بچے، ہر عمر کے لوگ ہیں، آپ کی علمی لیاقت ہر فرد کو تسلیم ہے۔

جب آپ فارغ ہو کر اپنے علاقے کا رخ کیے تو آپ نے دیکھا کہ اغیار اپنی خود ساختہ تعلیمات سے مذہب اسلام کے جاںنثاروں کو اپنے دام تزویر میں لے رہے ہیں، دین اسلام کی صحیح تصویر کو مسخ کر کے بدنما شکل میں پیش کر رہے ہیں، محبت رسول اور معمولات اہل سنت سے لوگوں کو بیگانہ کیا جارہا ہے، آپ نے ایسے وقت میں مناظرہ، مباحثہ اور تقریر وخطابت کے ذریعے مخالفین کا رد فرمایا، باضابطہ ان کے خلاف تحریک چلائی اور اپنی حکمت بالغہ، قوت استعداد اور جولانی فکر سے ان کے باطل نظریات کے تار و پود بکھیر دیے جن سے ان کی حقیقت طشت ازبام ہوگئی اور سنیت کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔

حضرت شیر بنگال، فاروقی جلال کے مظہر کامل تھے، اخلاص وللہیت کے پیکر جمیل، تقویٰ وطہارت کے تابندہ ستارے اور امانت وصداقت میں بے مثل ومثیل تھے، پورے علاقے کی سنیت کے روح رواں اور اعدائے دین اسلام کے لیے شمشیر براں تھے، پوری زندگی خدمت خلق اور اشاعت اسلام میں صرف کردی مگر کسی سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا یہاں تک کہ تعویذات وغیرہ کے عوض میں بھی آپ نے کبھی کسی سے معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا ، یہ آپ کی شخصیت کا ایک انتہائی جاذب پہلو ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذیل کے سطور میں آپ کی حیات وخدمات کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

ولادت وپرورش:

ضلع اتر دیناج پور میں علاقہ چکلیہ کے تحت شاہ پور ۲ میں واقع "کونہ" گاؤں کے ایک متوسط گھرانے میں مورخہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۱ء کو آپ کی پیدائش ہوئی، اطراف واکناف میں جہالت وبے دینی کے گھنے بادل چھائے ہوئے تھے، اسی ماحول میں آپ کی

نشوونما ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی، بعدہ گھر کی گرہستی اور کاروبار سنبھالنے لگے۔

تعلیم وتعلم:

ایک عرصہ تک گھر کی گرہستی اور کاروبار سنبھالتے رہے، لیکن شادی کے بعد آپ کی زندگی میں انقلاب آیا، فکرونظر میں تبدیلی آئی، شعوروآگہی نے کروٹیں لیں، حصول علم کا شوق بڑھا، کئی دن اسی کشمکش اور ذہنی خلجان میں الجھے رہے، آخر کار آپ نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے عزم مصمم کرلیا اور جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس کے لیے روانہ ہوئے۔

اس زمانے میں جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس کا بڑا شہرہ تھا، حضرت قاضی شمس الدین علیہ الرحمہ (مصنف قانون شریعت) جامعہ حمیدیہ کی مسند تدریس پر علم وفن کے جوہر لوٹا رہے تھے، دور دراز مقام تک ان کے درس کا چرچا تھا، حضرت شیر بنگال نے مسلسل آٹھ سال، انتھک کوششوں اور محنت شاقہ سے درس نظامیہ کی تکمیل کی، بعدہ سند ودستار فضیلت لے کر وطن مالوف واپس ہوئے۔

عالم شباب میں حصول علم کی خاطر سفر کا سبب:

استاذ گرامی حضرت العلام مولانا عبد الجبار صاحب قبلہ ساکن املیہ بیان فرماتے ہیں کہ: حضرت شیر بنگال ابتدائی تعلیم کے بعد گھر کے کام کاج اور کھیتی باڑی کے کام میں مصروف ہو گئے تھے، شادی کے بعد آپ کی زندگی میں انقلاب آیا، دل میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کا امنگ پیدا ہوا اور تبلیغ اسلام کے جذبہ خیر نے مروجہ علوم وفنون کی راہ دکھائی، اللہ تعالیٰ جب کسی سے کام لینا چاہتا ہے تو اس کے لیے اسباب بھی مہیا فرما دیتا ہے، بظاہر اس کا سبب یہ بنا کہ "گوالگاؤں چھپی" نامی گاؤں میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مقرر خصوصی کی حیثیت سے مناظر اہل سنت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نور اللہ مرقدہ مدعو تھے، حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ بغرض شرکت جلسہ تشریف لے گئے، وہاں پیر طریقت، رہبر شریعت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے نورانی چہرہ، تابانی خطابت اور خدا رسیدہ شخصیت کو دیکھ

کر و جو سراپا مسعود میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی، حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی متاثر کن تقریر اور انقلابی خطاب نے آپ کو اونچی تعلیم کی طرف راغب کیا، چنانچہ وہاں سے واپس آنے کے بعد، آپ نے رخت سفر باندھا اور حصول علم کے لیے بنارس کا سفر فرمایا۔

دوبارہ حصول علم کے لیے روانگی:

حضرت شیر بنگال کو اکثر وہابیوں، نجدیوں سے سابقہ پڑتا، ان کے باطل عقائد اور فاسد نظریات کا رد و ابطال حضرت کا محبوب مشغلہ تھا، جناب عبدالخالق صاحب کونہ و دیگر معتمد حضرات کی زبانی معلوم ہوا کہ: ایک مرتبہ حضرت کی ''کھان پوکھر'' نامی گاؤں کے کسی نام نہاد، بدعقیدہ مولوی سے کسی مسئلہ پر جھڑپ ہوگئی، بحث و مباحثہ کا سلسلہ چل پڑا، حضرت نے زیر بحث مسئلہ پر دلیلیں بھی دیں، معترض خاموش بھی ہوگیا مگر اپنے دلائل پر خود انھیں اطمینان نہ ہوا اسی عدم اطمینانی نے حضرت کو دوبارا حصول علم پر مجبور کیا، اب حضرت مرکز علم و فن دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف روانہ ہوئے، وہاں مشاہیر علمائے اہل سنت اور جلیل القدر اساتذہ کے زیر تربیت آپ نے مسلسل آٹھ سالہ تعلیمی سفر طے کیا، جب علم و آگہی کی پیاس بجھ گئی، وطن مالوف لوٹ آئے اور پورے عالمانہ وقار اور شان و شوکت کے ساتھ بدمذہبوں کی تردید میں مصروف ہوگئے اور پوری زندگی اسی مشن کی تکمیل میں لگے رہے۔ (ماخوذ از بیان حضرت مولانا عبدالجبار صاحب و جناب عبدالخالق صاحب کونہ)

حضرت شیر بنگال کا اغیار کے خلاف معرکہ آرائی:

ضلع اتر دیناج پور کے بعض دیہی علاقوں میں آج سے تقریباً ساٹھ ستر سال پیشتر دیوبندی بریلوی اختلافات سے بہت کم ہی لوگ آشنا تھے، جہالت و نادانی کی بنیاد پر بیشتر حضرات دونوں فرقوں میں کوئی امتیاز نہیں برتتے تھے، کھانا پینا، اٹھنا، بیٹھنا، دوستی یاری اور بیاہ شادی جیسے امور بلا تفریق و امتیاز ایک دوسرے کے مابین رائج تھے، یہاں تک کہ دونوں فرقوں کا مدرسہ، جلسہ و جلوس بھی ایک ہی ہوا کرتا تھا۔

استاذ گرامی حضرت مولانا عبدالجبار صاحب قبلہ استاذ'' دارالعلوم جان رحمت چکنی

"بیان فرماتے ہیں کہ: موجودہ اتر املیہ بریلوی اور دکھن املیہ دیوبندی کا پہلے پہل ایک ہی مدرسہ تھا، دونوں فرقوں کے لوگ باہم شیر وشکر رہا کرتے تھے، معمولات اہل سنت پر دونوں فریق پابندی سے عمل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کی بات ہے کی اتر املیہ میں ایک صاحب کے یہاں میلاد شریف کا ایک پروگرام ہوا، دیوبندی جماعت کا ایک مولوی جس کا نام منظور تھا، دوران تقریر صلاۃ وسلام کے خلاف بولتے ہوئے اس کی شرعی حیثیت کو چیلینج کیا اور شرک وبدعت کے شوشے چھوڑنے لگا، حضرت علامہ شیر بنگال وہاں پر موجود تھے، یہ سن کر ایمانی غیرت نے آپ کو بے چین کر دیا، محبت الٰہی اور عشق رسول کا یہ پیکر صادق پر جلال انداز میں کھڑا ہوا اور اس سے مائک چھین کر اسے اسٹیج سے نیچے اتار دیا۔ بعدہ حضرت کی ڈھائی گھنٹہ مسلسل تقریر ہوئی، صلاۃ وسلام کی شرعی حیثیت، منکرین کے بغض وعناد اور ان کی فتنہ انگیزیوں کو ثابت کرتے ہوئے، دیوبندی جماعت کے اکابرین کی، شان الوہیت ورسالت میں گستاخانہ عبارتوں کو عوام کی عدالت میں پیش کر کے دعوت فکر دیا، نیز مناظرہ کا چیلینج بھی آپ نے کیا مگر چیلینج قبول کرنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی۔ (ماخوذ از بیان مولانا عبدالجبار صاحب املیہ)

اس دن سے حضرت قدس سرہ نے اس گاؤں کے دو طالب علم، حضرت مولانا عبد الجبار اور حضرت مولانا داؤد صاحب املیہ کو بغرض حصول تعلیم جامعہ عربیہ سلطان پور بھیجا، بعد فراغت ان دونوں حضرات نے حضرت کے مشن کو آگے بڑھایا اور فروغ اہل سنت میں آج بھی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آج اگر سنیت کا چراغ املیہ میں روشن ہے، وہ شیر بنگال کی دین اور ان کی کدو کاوش کا نتیجہ ہے۔

استاذ مکرم حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کا بیان ہے کہ: ایک دفعہ "ہاٹ گاچھی" میں جناب ماسٹر عثمان غنی کے یہاں جمعہ کے دن مسجد میں اذان ثانی کا مسئلہ نزاع کی صورت اختیار کرلیا، بیشتر حضرات غلط فہمیوں کے شکار ہو گئے اور بہت سے سادہ لوح مسلمان تو مسئلہ کی نوعیت ہی نہ سمجھ سکے۔ ہوا یوں کہ "بسن پور" سے "بیسا کھو" اور ایک نام نہاد مولوی ان کے ساتھ "ہاٹ گاچھی" مہمان آیا ہوا تھا، جمعہ کا دن تھا، اذان ثانی کا معاملہ تھا، بیسا کھو اور اس کا حلیف مولوی داخل مسجد اذان ثانی دینے پر مصر تھا جبکہ ماسٹر عثمان غنی اور اس کے برادران

بیرون مسجد دینے پر مصر تھے، بالآخر اذان ثانی بیرون مسجد ہوئی مگر معاملہ جوں کا توں رہا، لوگ مسئلہ کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت جاننا چاہتے تھے، شدہ شدہ یہ بات مناظرہ کی نوبت تک جا پہنچی، میں نے مناظرہ کا چیلنج قبول کرتے ہوئے بحیثیت مناظر حضرت شیر بنگال کا نام پیش کیا، گھر آکر میں نے اس واقعہ کی خبر حضرت شیر بنگال کو دی، حضرت نے فرمایا کہ: چلو! میں ابھی تیار ہوں، حضرت نے تیور بدلتے ہوئے جارحانہ انداز میں فرمایا: مولانا! تم نے اس کو مارا کہ نہیں، اس کو پکڑ کر مارنا چاہیے۔ بعد میں مخالفین نے فتنہ وفساد کا بہانہ بنا کر مناظرہ سے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔

حکایت:

قارئین کی دلچسپی کے لیے اذان ثانی سے متعلق ایک حکایت پیش کی جاتی ہے، جس سے مسئلہ کی حقیقت اور اہل سنت کی حقانیت کی بھر پور وضاحت ہوتی ہے، یعنی اس حکایت سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس مسئلہ میں بریلوی ہی حق پر ہیں اور دیو بندی غلطی پر۔

ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ حضور! یہ بات میرے فہم وادراک سے بالاتر ہے کہ آج ساری مسجدوں میں اندرون مسجد اذان ثانی دی جاتی ہے لیکن آپ کا فتویٰ ہے کہ یہ طریقہ غلط اور خلاف سنت ہے، آخر کیوں؟، آپ نے ان کے پیشہ اور مشغلہ کے پیش نظر بہت اچھوتے انداز میں جواب ارشاد فرمایا، آپ نے فرمایا: کہ آپ شب وروز مشاہدہ کرتے ہیں کہ چپراسی کسی مدعی، مدعیٰ علیہ، یا گواہ کو حاضر ہونے کے لیے کچہری کے اندر سے آواز نہیں لگاتا بلکہ باہر جا کر آواز لگاتا اور پکارتا ہے، اگر چپراسی اندر ہی سے چلانا شروع کردے تو یہ دربار عدالت کی توہین سمجھی جائے گی اور جج حضرات کراہت محسوس کریں گے، تو اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ جب دنیاوی دربار عدالت کے اندر سے آواز لگانا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے تو یہ مسجد جو احکم الحاکمین کا دربار عالی ہے، اس کے اندر اذان ثانی دینا کیسے درست اور موافق شرع ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اندرون مسجد اذان ثانی دینا مکروہ اور خلاف شرع ہے۔ (ماہنامہ کنز الایمان، مئی ۲۰۰۲ء)

بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ

کسی دیو بندی بریلوی مشترکہ جلسہ میں مدعو تھے، علما میں آپ کی حیثیت سب سے برتر تھی لہٰذا بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے لوگوں نے آپ کو سب سے آخر میں موقع دیا، آپ کھڑے ہوئے، آپ نے معتقدات و معمولات اہل سنت پر بڑی مدلل تقریر فرمائی، دوران تقریر آپ نے پرجلال لب ولہجہ میں فرمایا کہ "میرا نام ہے غیاث اور سارے وہابیوں کو میرا نام سن کر لگتی ہے پیاس" آپ کا یہ تیغ نگر مبنی برحقیقت جملہ سن کر سارے وہابی آپے سے باہر ہو گئے اور جنگلی گدھوں کی طرح بدکنے لگے، پورے جلسہ میں افراتفری مچ گئی، حالات کی نزاکتوں اور ماحول کی بدنظمی کو دیکھ کر آپ وہاں سے اپنے گھر واپس ہو رہے تھے، کچھ شرپسندوں نے آپ کا تعاقب کیا اور راستے میں جان لیوا حملہ کرنا چاہا مگر یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت ہی کی شکل وصورت کے بے شمار افراد موجود ہیں وار کریں تو کس پر کریں، یہ منظر دیکھ کر ان پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ناکام ونامراد ہو کر خائب وخاسر لوٹے۔

یقیناً اللہ کے ولیوں سے ایسی کرامتوں کا صدور ناممکن نہیں بلکہ عین ممکن ہے، اس لیے کہ اولیاے امت کی کرامتیں ان کے نبی کی معجزات ہوا کرتی ہیں، انکار وہی کرے گا جو گمراہ وبد مذہب ہوگا۔

وہابیوں کے خلاف باضابطہ تحریک اور مناظرہ:

ضلع اتر دیناج پور کا پورا علاقہ خصوصاً چکلیہ کا خطہ تعلیم اور مذہبی واقفیت کے معاملے میں بہت پچھڑا ہوا تھا، دیوبندیت، بریلویت کا امتیاز مفقود تھا، جہالت وناخواندگی کا دور دورہ تھا، فقدان علم نے لوگوں کے ایمان کو متزلزل کر دیا تھا، لوگوں نے صراط مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت وگمراہی کو نجات اخروی کا سامان سمجھ لیا تھا۔ اس زمانے میں مولوی منت اللہ رحمانی مونگیری جو گندم نما جوفروش کی صورت میں سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی کے قعر عمیق میں ڈال رہا تھا، پھرتے پھراتے چکلیہ کے علاقہ میں آپہنچا، "کلا رام" "کبوتر کھوکی" کے لوگ، جو پہلے سے سنی فکر کے حامل اور معمولات اہل سنت کے عامل تھے، مولوی موصوف سنیت کا لبادہ پہن کر منافقانہ انداز میں ان مذکورہ گاؤں میں گھس پڑا، اپنے شیطانی ہاتھ اور باطل عقائد پر لوگوں سے بیعت لے لیا، بھولے بھالے سنی مسلمان اس کے دام تزویر میں آکر

اپنا ایمان کھو بیٹھے۔ اس طرح اس مولوی نما دخیال نے بہت سے سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کردیا، پھر بار بار اس کے دوروں اور عیارانہ چالوں نے لوگوں کو اس کا اور گرویدہ بنادیا اور وہابیت پھیلتی چلی گئی۔ ایسے عالم میں ضرورت تھی کسی ایسی تحریک کی جو علم وشعور کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے عقائد ومعمولات کی حفاظت کرسکے اور وہابیت کے فتنے کو اس دیار سے جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔

حضرت شیر بنگال قدس سرہ نے اس مذہبی ضرورت کو محسوس کیا اور اس علاقے میں پہلی بار وہابیت کے خلاف باضابطہ تحریک شروع فرمائی، جگہ جگہ مناظرہ، مباحثہ، تقریر وغیرہ کے ذریعے وہابیت کے باطل عقائد اور فاسد نظریات سے لوگوں کو آگاہ کیا اور شان رسالت میں ان کے ہفوات اور یاوہ گوئیوں کا قلع قمع کیا۔

حضرت مولانا حسن امام صاحب ادیب گوہرہ کا بیان ہے:

غالبا ۱۹۶۰ء کی بات ہے جب کہ میرا تعلیمی دور تھا، رمضان شریف کی تعطیل کلاں میں گاؤں آیا ہوا تھا، دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات میں جلسہ ہورہا تھا، اس میں ہمارے علمائے کرام، وہابیوں کے عقائد ان کی کتابوں کے حوالے سے بیان کررہے تھے، ان کے عقائد ونظریات کا پردہ چاک کیا جارہا تھا ان کی گستاخانہ عبارتیں عوام کی عدالت میں لائی جارہی تھیں، اتنے میں قرب وجوار کے کچھ بدعقیدہ لوگوں نے جلسہ میں بدامنی پھیلانے کی کوششیں کیں اور مناظرہ کے لیے چیلنج کیا، حضرت شیر بنگال نے اس کو منظور کرتے ہوئے فرمایا کہ دوسری نشست میں ہم تاریخ اور موضوع مناظرہ طے کریں گے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علامہ ومولانا مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کو ٹیلی گرام کیا کہ ہمارے یہاں مناظرہ ہونے والا ہے، آپ تاریخ مقرر فرمادیں، مولانا موصوف کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا، تو آپ نے مجھ فقیر سے فرمایا کہ تم کو، مولانا نظامی علیہ الرحمہ کے یہاں الہ آباد جانا ہوگا، میں نے عرض کی حضور! مدرسہ کھلنے والا ہے، چھٹیاں ختم ہوگئی ہیں، میں تو بریلی شریف جانے والا ہوں، مگر آپ نے فرمایا کہ یہ کام تمہارے سوا کسی سے نہ ہوسکے گا، یہ اس زمانے کی بات ہے جب علاقے میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی، لوگوں کو کیا معلوم تھا کہ بریلی

شریف اور الہ آباد کہاں ہے؟، بہر حال مجھے الہ آباد کے لیے عازم سفر ہونا پڑا، کئی جگہ گاڑیاں بدلنی پڑیں، اسٹیشن اور پلیٹ فارم کا چکر لگاتے ہوئے بڑی مشکل سے الہ آباد پہنچا، حسن اتفاق کہ علامہ نظامی صاحب سے ان کے گھر پر ہی ملاقات ہوگئی، صبح کا وقت تھا، سلام وکلام کے بعد، میں نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے عرض کیا حضور! آپ نے ٹیلی گرام کا کوئی جواب نہیں دیا اور تاریخ مناظرہ کی کوئی اطلاع آپ نے نہ بھیجی؟، مجھے بنگال سے حضرت علامہ غیاث الدین صاحب نے آپ کے پاس اسی سلسلے میں بھیجا ہے، آپ نے فرمایا: میرے یہاں ٹیلی گرام کا مطلب یہ ہے کہ تاریخ خالی رکھی جائے جب کہ تار میں کوئی تاریخ درج نہ تھی، پھر چائے ناشتہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ عزیزم! تم جاؤ، شرائط مناظرہ اور تاریخ مقرر کر کے بذریعہ تار مجھے مطلع کر دو، میں انشاء اللہ تعالیٰ وقت متعینہ اور تاریخ مقررہ پر پہنچ جاؤں گا۔

واپس گھر آکر میں نے ساری باتیں حضرت شیر بنگال کے گوش گزار کی، آپ نے علمائے دیابنہ ووہابیہ کو دعوت دی کہ آؤ حق و باطل اور نور وظلمت کا فیصلہ کرنے کے لیے تاریخ مناظرہ اور جگہ مقرر کرلیں، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ان کے مولویوں نے مناظرہ کے چیلنج کو رد کر دیا اور مناظرہ کی جرات نہ کر سکے۔ حضرت شیر بنگال نے پورے علاقہ میں دورہ کر کے، جگہ جگہ جلسوں، میلادوں میں تقریر کر کے ان کا رد کیا اور دیوبندیت وہابیت کے چھپے ہوئے چہرے کو بے نقاب کیا۔ اس مذکورہ واقعہ کی تصدیق جناب عبدالخالق صاحب کو نہ نے بھی کی ہے۔ استاذ گرامی حضرت مولانا ظہیر الدین صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ اس مناظرہ میں شیر بیشہ اہل سنت، حضرت مولانا حشمت رضا خان، حضور مجاہد ملت اور حضور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان کی تشریف آوری ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت شیر بنگال کی سرکردگی میں ایک بڑا جلسہ ہوا، مقرر خصوصی کی حیثیت سے حضور مجاہد ملت اور مولانا مشاہد رضا پیلی بھیتی مدعو تھے، آپ نے مولانا حسن امام گوہرہ سے فرمایا کہ مہمان علمائے کرام کو بیل گاڑی کے ذریعے جلسہ گاہ تک پہونچنے کا بندوبست کر دو۔ جلسہ بڑا شاندار ہوا، سنی علمائے کرام نے دیوبندیوں کے عقائد اور نظریات کو

ان کی کتابوں کے حوالے سے کھلے لفظوں میں بیان فرمائے، ان مبنی برحقائق تقریروں کو سن کر
دیو بندی عوام آپے سے باہر ہوگئی اور جلسہ گاہ میں ہنگامہ برپا کر دیا، جلسہ درہم برہم ہوگیا،
ہمارے سنی علما نے بار بار عوام سے گذارش کی کہ جلسہ خراب کرنا اچھی بات نہیں ہے اگر چاہو تو
مناظرہ کرلو مگر وہ اپنی روش سے باز نہ آئے۔ دوسری رات دیو بندیوں کو چیلنج کیا گیا کہ تم
لوگوں نے پہلی رات کا جلسہ خراب کر دیا ہے، ہمت ہے تو آؤ ایمان وعقیدے پر گفتگو
کرلو ورنہ تاریخ مناظرہ طے کرلو، کیوں کہ تمہارے اکابرین نے شان الوہیت اور بارگاہ
رسالت میں بڑی گستاخیاں کی ہیں، اس بنیاد پر تم لوگ خارج از اسلام اور کافر ومرتد ہو چکے
ہو، یہ سن کر کسی وہابی کو سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی اور مناظرہ کا نام سن کر سارے وہابی بھاگ
کھڑے ہوئے، تب سے علاقے میں بدعقیدہ جماعتوں کی قلعی کھل گئی اور بھولے بھالے
عوام بھائیوں پر ان کی حقیقت منکشف ہوگئی۔

(ماخوز از بیان مولانا حسن امام گوہرہ)

ایمان وعقیدے کی پختگی:

حضرت شیر بنگال کا ہر وصف نمایاں تھا، خصوصا ایمان وعقیدے کے معاملے میں تو
آپ کوہ ہمالیہ کے مانند تھے، سخت بیباک ونڈر، وہابی نجدی اور گستاخ رسول کے لیے شمشیر
براں اور برق خاطف، لیکن اپنوں (اہل سنت وجماعت کے پیروکار) کے لیے انتہائی شفیق
ومہربان تھے۔ متعدد دفعہ وہابیوں نے آپ کو جان سے مارنے کی ناپاک کوششیں کیں مگر وہ
اپنے اس ناپاک کوشش میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے اور کیوں ہو جب کہ

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

حضرت مولانا حسن امام گوہرہ فرماتے ہیں کہ: ''ایک مرتبہ ہمارے یہاں محفل
میلاد پاک کی خطابت کے دوران حضرت نے فرمایا کہ: ''اغیار نے مجھے مارنے کی سازشوں
کا جال پھیلا رکھا ہے مگر میں آج تک ان کے حملہ سے محفوظ و مامون ہوں'' آپ نے فرمایا: ''
اپنے ایمان وعقیدے کو درست رکھو، تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا''۔ یہ چیز زندگی کا سب سے

قیمتی اثاثہ ہے۔

روحانی تصرف ودستگیری:

یہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ ہمارے "کونہ کمات" میں چیچک کی بیماری زور وشور پر تھی، کوئی فرد اس بلا سے محفوظ نہ تھا، راقم السطور کے گھر کے علاوہ گاؤں کے اکثر افراد اس بیماری سے متاثر تھے، ہمارے دادا شیخ الحاج جناب عبد السلام صاحب کمات (عرف ڈھونسہ) کا بیان ہے کہ میں حضرت شیر بنگال کے پاس اس سلسلے میں عریضہ لے کر حاضر ہوا، بیماری کا ذکر کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا، آپ نے فرمایا کہیں سے گھوڑی کا دودھ لاکر بیمار کو پلا دیجیے باقی ہم خود آکر جائزہ لے لیں گے، چنانچہ آپ شام کو ہمارے گھر آئے اور دم فرماتے رہے اور مجرب عملیات کے ذریعے یا علی یا علی کی صدا لگاتے ہوئے اپنا کام کر کے چلے گئے، دادا کا بیان ہے کہ پھر اس کے بعد سے چیچک کی بیماری ہماری فیملی کے کسی فرد کو نہ ہوئی۔ اس طرح حضرت شیر بنگال کی جھاڑ پھونک اور مجرب نسخہ سے ہمارا خاندان اس بیماری سے بالکلیہ محفوظ ہو گیا۔

ہمارے بڑے بھائی جناب شرافت حسین صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے گھر پر میرے علاوہ کوئی نہیں تھا، رات کے وقت لالٹین جلا کر میں آرام کر رہا تھا، ماحول پر سناٹا چھایا تھا، میری آنکھ لگ چکی تھی، اسی دوران میں نے خواب میں حضرت شیر بنگال کو دیکھا، آپ تشریف لائے اور جلالی انداز میں کہنے لگے، لالٹین کیوں جل رہا ہے؟، میں نے کہا حضور! گھر میں کوئی نہیں ہے، چوروں سے حفاظت کی خاطر میں نے لالٹین جلا رکھا ہے، کہنے لگے لالٹین جلانے کی کوئی ضرورت نہیں، تم آرام سے سوؤ تمہارے گھر کی نگرانی ہم خود کریں گے۔ اسی طرح بھائی صاحب مذکور نے متعدد بار خواب میں دیکھا اور شرف زیارت وکلام سے مشرف ہوئے۔

یہ کوئی ۱۹۸۲ء کی بات ہے جب شیطان، بھوت، پری وغیرہ سے عام انسان اتنا محفوظ نہیں رہ پاتے جتنا کہ آج محفوظ ہیں، چند حضرات کی زبانی معلوم ہوا کہ املیہ گاؤں میں شیطانی حرکتیں اتنی زیادہ ہونے لگی تھیں کہ لوگوں کا گذر بسر دوبھر ہو گیا تھا، رات کے وقت

کنکر پتھر گرنا، لوگوں کا زخمی ہو جانا یہاں تک کہ ایک بچی کی جان چلی جانا، یہ ساری چیزیں لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھیں، کئی حضرات نے اس علاقہ میں تحفظ کے عملیات کرائے، مگر نتیجہ ندارد، بالآخر ماہر عملیات حضرت شیر بنگال قدس سرہ کو واقعہ کی خبر دی گئی، قدم رکھتے ہی حضرت کی نگاہ بصیرت وفراست ایمانی نے معاملہ کو بھانپ لیا، رات کا سے تھا آپ نے اولاً پورے گاؤں کا چکر لگایا اور چوحدی کر دی، گاؤں والوں کو ہدایت کی کہ جب تک میں اپنے کام سے فارغ نہ ہو جاؤں آپ سب لوگ بیدار رہیں پھر حضرت نے اپنے تلمیذ رشید حضرت مولانا عبد الجبار کے ساتھ مل کر اپنا عمل شروع کیا، جوں ہی کام پایہ تکمیل تک پہنچا، پورا گاؤں شیطانی وباؤں سے یکسر محفوظ ہو گیا، بیان کیا جاتا ہے کہ آج تک وہ گاؤں شیطانی وباؤں سے محفوظ ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کی ذات صرف جلسہ جلوس تک محدود نہ تھی بلکہ قوم کا درد رکھنے والے یہ بزرگ نبض پر ہاتھ رکھ کر اس کا موبحر علاج بھی فرماتے۔ یہ ایک آپ کا نمایاں وصف ہے، جس کی دور تک مثال نہیں ملتی۔

(ماخوذ از بیان مولانا عبد الجبار صاحب)

حضرت مولانا عبد الجبار صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہی کا فیض ہے کہ پندرہ سال سے میں تعویذ لکھ رہا ہوں مگر مجھے اس میں ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ مولانا! تم لکھتے رہو، میری اجازت اور دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔

درس ادب:

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ راقم کا بچپنا تھا، دار العلوم فیض عام کونہ وکمات کا طالب علم ہوا کرتا تھا، ایک دن چھٹی ہوئی اور بچے اپنی بچکانہ عادت کے مطابق دوڑتے ہوئے مدرسہ سے باہر نکلنے لگے یوں گویا قید خانہ سے نکل رہے ہوں، اتنے میں حضرت شیر بنگال مدرسہ آپہنچے، بچوں کا شور وشغف اور ان کی بے راہ روی کو دیکھ کر پر جلال لہجے میں آپ نے آواز لگا کر سارے بچوں کو ایک دم روک لیا، حضرت کے اس جلالی تیور سے بچے تو بچے اساتذہ بھی

وحشت میں پڑ گئے، پھر فرمانے لگے بچو! یہ اساتذہ تمہارے روحانی باپ ہیں، ان کی تعظیم تمہارے اوپر فرض ہے، چھٹی کے بعد جب تم گھر لوٹو تو اساتذہ سے سلام ومصافحہ کرکے لوٹو، یہ بڑی خیر وبرکت والی چیز ہے۔ چنانچہ آپ کی اس نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ ایک مدت تک بچے اس پر کاربند رہے۔

چوروں سے حفاظت کا نسخہ:

ہمارے دادا حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ہمارے جوانی کے زمانے میں چوروں، ڈاکوؤں کا تسلط حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا، جس کی وجہ سے لوگوں کا جینا دوبھر ہو گیا تھا، آئے دن چوری کے واردات کہیں نا کہیں دیکھنے سننے کو مل رہے تھے، گاؤں کے بزرگ حضرات تمام تجربے بروئے کار لاکر بھی چوروں کے تسلط کو ختم نہ کرسکے تھے، ہمارے دادا نے حضرت شیر بنگال کو اس صورت حال سے آگاہ کیا، نیز چوروں، ڈاکوؤں کے قہر سے بچنے اور مال کی حفاظت کا کوئی نسخہ طلب کیا، حضرت شیر بنگال نے فرمایا: ”تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملاکر زور سے ماریئے اور سو جایئے، انشاء اللہ تعالی آپ کا مال چوروں کے ضرر سے محفوظ رہے گا۔ دادا محترم کا بیان ہے کہ اب تک میں اس تجویز پر عمل پیرا ہوں، بفضلہ تعالی ہمارے گھر میں کبھی کوئی چوری نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ ہمارے دادا جان صبح صبح بعد نماز فجر اپنے بیٹھک میں آرام کررہے تھے، اسی درمیان حضرت شیر بنگال ہمارے گاؤں آپہنچے، انداز دیہاتی تھا، چہرے میں اضطرب کے کچھ آثار تھے اور حالت بتارہی تھی کہ حضرت والا کو کسی چیز کی تلاش ہے۔ دادا نے پوچھا حضرت کیا بات ہے؟ کس چیز کی تلاش ہے؟، فرمایا ہمارے گھر سے ایک گائے چوری ہوگئی ہے اسی کی تلاش میں آیا ہوں، دادا جان نے اسی نسخہ کا ذکر کیا اور کہا کہ مال کی حفاظت کا جو نسخہ آپ نے بتایا تھا، میں اس پر عمل کرتا رہا تو آج تک ہمارے گھر میں چوری نہیں ہوئی تو کیا آپ خود اس نسخہ پر عمل نہیں کرتے ہیں؟ فرمایا: کیا کریں بھائی صاحب! آج رات ہم اس نسخہ کو پڑھنا ہی بھول گئے۔ (ماخوذ از بیان جناب حاجی عبد السلام صاحب کمات)

ہمت وجرات:

حضرت شیر بنگال کے زمانے میں دینی علم میں اس قدر غفلت تھی کہ دور دور تک کوئی سنی عالم نظر نہیں آتا تھا، سوائے حضرت مولانا نصیر الدین علیہ الرحمہ پناسی کشن گنج کے، علاقے میں جہاں کہیں جلسہ ومیلاد ہوتا آپ کی حاضری لازمی تھی۔

حضرت مولانا حسن امام گوہرہ طال اللہ عمرہ کا بیان ہے کہ ہمارے موضع گوہرہ میں ایک میلاد شریف میں آپ سے ملاقات ہوئی، میں نے عرض کی حضرت! آپ اکثر راتوں میں سائیکل سے سفر کرتے ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ دیوبندیوں نے آپ کے تعلق سے کیا پلان بنایا ہے؟ آپ بہت احتیاط سے راتوں میں سفر کریں، چونکہ برسات کی اندھیری راتوں میں بھی آپ بلاخوف وخطر سفر کیا کرتے تھے، آپ نے جواب دیا، میاں! ایمان اور عقیدہ اگر صحیح ہوں تو دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

حضرت مولانا عبد الجبار صاحب بیان فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت کے ساتھ ''مجھیا'' گاؤں سے گھر آنے کا اتفاق ہوا، ۸، ۱۰ ربجے رات کا وقت تھا، برسات کا موسم اور رات اندھیری تھی، میں گھبرا رہا تھا، حضرت نے فرمایا گھبراتے کیوں ہو تم تو ابھی نوجوان ہو۔ الگ الگ سائیکل سے ہم لوگ روانہ ہوئے، میں نے دیکھا کہ حضرت سائیکل پر سوار ہوئے تو پھر نہ پیچھے مڑکر دیکھے اور نہ سائیکل سے اترے۔ اتنی تیزی کے ساتھ سائیکل چلا رہے تھے کہ میں اپنی سائیکل سے اتر گیا۔ اور پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا۔

وہابی دیوبندیوں سے اس قدر نفرت تھی کہ اگر کوئی دیوبندی آپ کو سلام کر لیتا تو اس کی خیریت نہیں تھی، حضرت مولانا حسن امام گوہرہ فرماتے ہیں کہ: بعض موقعے پر میں نے دیکھا اور سنا کہ کسی بدعقیدہ نے اگر سلام کیا تو برجستہ جواب دیا کہ تم دیوبندی ہو، گستاخ رسول ہو، مجھے سلام کیوں کرتے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ میں رضوی ہوں، یہ ان کے الفاظ ہوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیر بنگال دیر رات میلاد شریف کا پروگرام کر کے گوہرہ سے واپس گھر آ رہے تھے، لوگوں نے ہر چند روکنا چاہا مگر آپ نے نہ مانا، لوگوں نے

کہا آپ جس راستے سے جا رہے ہیں وہ بہت سناٹا ہے، جنگل، جھاڑی اور پرانے درخت ہیں، بھوت، پری کا خوف ہے، وہاں پر غول بیابانی ایک جماعت رہتی ہے، وہ بارہ بجے رات میں مسافروں کو پریشان کرتی ہے، کئی دفعہ اس راستے میں بے ہوش راہ گیر بھی پائے گئے ہیں، آپ اس راستے سے ہرگز نہ جائیں، مگر آپ نے ایک نہ سنی، سلام کر کے روانہ ہو گئے، لوگ پریشان تھے کہ حضرت کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو جائے، کچھ لوگوں نے بغرض امتحان آپ کا پیچھا کیا کہ آج مولانا کی ہمت بھی دیکھ لیں، لوگوں نے دیکھا کہ حضرت شیر بنگال درخت سے کچھ فاصلے پر رک گئے، لوگوں نے تین مرتبہ نال کی آواز سنی اور ماچس کی تلی جلتی دیکھی، جب تلی بجھ گئی، آپ سائیکل پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

حضرت شیر بنگال، گوہرہ کے راستے سے اکثر کشن گنج جایا کرتے تھے، ایک دن کشن گنج جاتے ہوئے گاؤں میں رک گئے، چاہنے اور ماننے والوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا، آپ نے فرمایا: وہاں غول بیابانی ہے، تم لوگ سنسنی رات میں وہاں مت جانا، اتنا فرما کر اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔ (ماخوذ از بیان مولانا حسن امام گوہرہ)

کرامات:

حضرت شیر بنگال کی حالات زندگی میں متعدد کرامتوں کا صدور ہوا، جن کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں اگر چہ کرامات، ولایت کے لیے کوئی لازمی چیز نہیں، کہ جن سے کرامات کا صدور ہو وہی ولی اور جن سے نہ ہو وہ ولی ہی نہیں، ہاں! شریعت پر استقامت ولایت کی سب سے بڑی پہچان ہے اس لیے ولی کی معرفت اور پہچان کرامتوں کے ذریعے نہیں، استقامت اور تصلب فی الدین پر ہونی چاہیے۔

حکایت:

حضرت جنید بغدادی کی بارگاہ میں ایک شخص بغرض بیعت حاضر ہوا کچھ دنوں کے بعد سامان سمیٹ کر گھر واپس جانے لگا، حضرت جنید نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم کس لیے آئے تھے اور بلا کچھ کہے واپس کیوں چلے جا رہے ہو، اس نے کہا حضور! میں تو اس لیے آیا تھا

کہ آپ کی بارگاہ میں کچھ دن رہ کر کوئی کرامت دیکھ لوں اور مرید ہو جاؤں، مگر اتنے دن گزرنے کے بعد بھی مجھے آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی، اس لیے مایوس ہو کر واپس گھر جا رہا ہوں، آپ نے فرمایا، یہ صحیح ہے کہ تم نے میری کوئی کرامت نہیں دیکھی مگر یہ بتاؤ کہ تم نے کبھی میرا کوئی قدم خلاف شرع اٹھتے ہوئے دیکھا؟ سنت کے خلاف کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا؟ وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور جان گیا کہ یقیناً یہ اللہ کے سچے اور کامل ولی ہیں۔ اس لیے کہا گیا ہے "الاستقامة فوق الكرامة" یعنی شریعت پر ثابت قدم رہنا کرامت سے بھی بڑھ کر ہے۔

یہ بڑی جہالت ہے کہ معیار ولایت کو کرامات کی کسوٹی پر پرکھا جائے، بدقسمتی سے ہمارے یہاں اس کا تصور عام ہے، یہ غلط معیار ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، حقیقی ولی وہ ہے جس نے شریعت مطہرہ کی پابندی کی اور سنت نبوی کے مطابق زندگی گزاری اگرچہ بظاہر اس سے کرامت کا صدور نہ ہو۔

حضرت علامہ شیر بنگال علیہ الرحمہ کی عادت کریمہ تھی کہ اکثر و بیشتر سائکل یا پیدل بہت دور دراز مقام پر چلے جاتے تھے، خواہ بازار ہو یا مارکیٹ، جلسہ ہو یا کسی رشتہ دار کے یہاں، مگر وہاں رات کو کبھی نہ ٹھہرتے خواہ کتنی ہی رات کیوں نہ ہو جائے آپ واپس گھر چلے آتے، یہ آپ کا معمول تھا۔

جناب امین الدین صاحب قبلہ ساکن نوری نگر کمات اور دیگر باوثوق حضرات کی ایک بڑی تعداد سے زبانی طور پر معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ آپ ''کشن گنج'' یا کسی دوسری جگہ سے رات کے وقت گھر واپس آ رہے تھے، جب آپ کا گزر ''گردن کٹا'' نامی جگہ سے ہوا تو آپ نے دیکھا کہ ایک نعش ہے اور چار آدمی اسے کندھا دیئے لے جا رہے ہیں جب آپ ان سے قریب ہوئے تو نعش برداروں نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ آپ نے پلٹ کر پوچھا پہلے تم لوگ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو؟ اور یہ نعش کہاں لیے جا رہے ہو؟ لمبی بحث اور تکرار کے بعد انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ ہیضہ ہیں (یہ ایک ہولناک بیماری کا نام ہے جو اس زمانے میں لوگوں کے لیے قہر بنی ہوئی تھی) حضرت علامہ غیاث الدین نے آیات قرآنیہ و اسم اعظم کے

ذریعے چودھری کر کے ہمارا یہاں رہنا مشکل کر دیا ہے، اس لیے ہم لوگ فلاں جگہ جارہے ہیں، آپ نے فرمایا وہاں سے بھی بہت دور چلے جاؤ، ان لوگوں نے حیرت سے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں غیاث الدین ہوں، اتنا سنا تھا کہ وہ بیماری وہاں سے اس قدر تیزی کے ساتھ بھاگی جتنی تیزی کے ساتھ شیطان ذکر الٰہی سن کر بھاگتا ہے۔ اس طرح حضرت کے صدقے لوگوں کو اس مہلک بیماری سے نجات مل گئی۔

سادگی، جلالت شان اور اصاغر نوازی کی ایک جھلک:

حضرت شیر بنگال سادہ مزاج شخص تھے، چہرے میں نورانیت، دل میں خشیت اور اعدائے اسلام کی نفرت آپ کے وجود سراپا سے ہر وقت محسوس کی جاسکتی تھی، آپ کا علم، عمل، بات چیت، رہن سہن، عام انسانوں جیسا تھا، آپ کی جلالت شان، قادری تیور اور بے تکلفانہ زندگی کا ہر فرد قائل ہے، انتہائی متواضع، منکسر المزاج تھے، طبیعت میں حدت کے باوجود اصاغر نوازی اور شفقت ومحبت میں طاق تھے، یہ آپ کے وہ اوصاف ہیں کہ عام انسانوں سے لے کر علمائے روزگار تک ان اوصاف کا اعتراف کرتے ہیں۔

استاذی الکریم حضرت مولانا عبد الجبار صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ "مجگاؤں" کے کسی پروگرام میں شریک تھے حضرت شیر بنگال وہاں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو تھے، جلسہ کی گہما گہمی کی وجہ سے ہم کھانا نہیں کھا سکے اور کسی نے ہمیں پوچھا بھی نہیں جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے، پوچھنے لگے کہ تم لوگوں نے کھانا کھایا کہ نہیں، ہم نے نفی میں سر ہلایا، پھر تو آپ بے چین ہو گئے، اس کے بعد حضرت نے گھر والوں سے کہہ کر ہمارے کھانے کا بندوبست کروایا۔ حضرت شیر بنگال کی اصاغر نوازی کی یہ مثال آج تک مجھے یاد ہے۔

شیر بنگال کا لقب کس نے دیا:

آپ کے ان مجاہدانہ کردار، داعیانہ افکار، قائدانہ گفتار، مشفقانہ اطوار اور عالمانہ وقار کو دیکھ کر، استاذ العلما حضرت سید محمد میاں معروف بہ محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ

نے آپ کو شیر بنگال کا لقب عطا فرمایا، اس مردِ حق شناس کے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا ہوا یہ لقب اتنا مقبول انام ہوا کہ آج علاقے کے ہر خاص وعام کی زبان پر جاری ہے۔
(ماخوذ از بیان مولانا حسن امام گوہرہ)

حضرت شیر بنگال بستر علالت پر:

حضرت شیر بنگال زندگی بھر شیر رضا بن کر دیوبندیوں کے خلاف گرجتے رہے، معاشرہ کی اصلاح اور دین کے فروغ میں کوئی کسر نہ چھوڑی، جب بیمار پڑ گئے اور بستر علالت پر آگئے تو اس وقت بھی آپ قوم کی مناسب رہنمائی کرتے ہوئے نظر آئے۔ حضرت مولانا حسن امام گوہرہ بیان فرماتے ہیں کہ: جب آپ بستر علالت پر تھے تو اس حالت میں بھی لوگ آپ کے پاس دعا وتعویذ اور دوسری دینی ومذہبی ضروریات کے لیے آتے، آپ کسی کو تعویذ دیتے، کسی کو دوا اور کسی کو دعا، سب کی ضرورتوں کا خیال فرماتے، مولانا موصوف مزید فرماتے ہیں کہ: جب میں ان کی عیادت کو گیا تو آپ کو قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھتے ہوئے پایا:

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے یارسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

وصال پر ملال:

عم محترم حضرت مولانا احمد رضا قادری (نوری نگر کمات) بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیر بنگال اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں جمعہ کے روز ہی انتقال کروں گا" انشاء اللہ تعالیٰ" اور یہ بات عوام وخواص میں بہت مشہور تھی، بالآخر اس مردِ حق شناس کی یہ بات حق ثابت ہوئی اور رشد وہدایت کا یہ آفتاب وماہتاب مورخہ ۱۰ رشوال المکرم ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۲ء بروز جمعہ ۹۱ رسال کی عمر میں غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے انتقال کی خبر پورے علاقے میں آناً فاناً پہنچ گئی، پورا علاقہ ماتم کدہ بن گیا، سوگوار ماحول تھا، آنکھیں اشک بار تھیں اور کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ کیوں نہ ہو کہ صادق ومصدوق سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: موت العالم موت العالم"

یعنی عالم کی موت گویا عالم کی موت ہے۔ بالآخر مسلک اعلیٰ حضرت کے اس سچے پاسبان اور عالم باعمل کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ حضرت مولانا مفتی شعیب عالم نعیمی صاحب نے پڑھائی۔

چشم ظاہر میں گرچہ چھپ گیا یہ آفتاب — حشر تک ہوتا رہے گا ذرہ ذرہ فیضیاب
فیض پائے گا زمانہ اب مزار پاک سے — نور پائینگے ستارے اس زمین کی خاک سے

استاذی الکریم حضرت مولانا عبدالجبار صاحب المیہ کا بیان ہے کہ جب حضرت شیر بنگال کا وصال ہوا، فوراً ہم لوگ حضرت کے یہاں پہنچے، میں نے دیکھا کہ حضرت کی روح پرواز کر چکی ہے اور پیشانی سے پسینے کے قطرات ظاہر ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے بعد وفات زندہ ہو جاتے ہیں۔ تبھی تو پسینہ پیشانی سے ظاہر تھا۔

۵۴/دن کے بعد آپ کی قبر شریف کھل گئی:

آپ کے بڑے صاحبزادے جناب ڈاکٹر فیاض احمد مرحوم کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ کوئی آ کے کہہ رہا ہے کہ آپ کے والد حضرت شیر بنگال کی قبر کھل گئی ہے، صبح بیدار ہو کر میں قبر شریف کے پاس گیا تو قبر، جوں کی توں تھی، یعنی قبر نہیں کھلی تھی پھر میں نے مقامی علمائے کرام سے کی ملاقات کی اور اپنا خواب بیان کیا، علما نے مجھے تسلی دی اور فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ دوسری دفعہ جمعرات کا دن گذر کر جمعہ کی رات میں نے پھر وہی خواب دیکھا کہ کوئی آ کے کہہ رہا ہے کہ آپ کے والد محترم حضرت علامہ غیاث الدین کی قبر کھل گئی ہے، صبح کو آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ جناب حاجی یاد علی مرحوم کونہ اور چند دیگر حضرات ان کے ساتھ قبرستان کی طرف جا رہے ہیں، سبھی لوگ ایک دوسرے سے قبر شریف کھلنے کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ میں بھی ساتھ ہو گیا، ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی، جب میں وہاں پہنچا تو قبر کو کھلی ہوئی پایا، میں نے اور سیکڑوں لوگوں نے اپنے ماتھے کی نگاہوں سے یہ منظر دیکھا کہ نعش مبارک صحیح وسالم ہے اور قبر سے خوشبوئیں پھوٹ رہی ہیں، بعدہ لوگوں نے حسب سابق آپ کی قبر درست کر دی۔

حضرت مولانا احمد رضا قادری (نوری نگر کمات) اس واقعہ کے آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں: ''تقریباً ترپن دنوں کے بعد ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ بارش کے سبب آپ کی قبر کھل گئی تھی، کسی راہ گیر نے شور مچایا کہ حضور شیر بنگال کی قبر کھل گئی ہے پھر لوگ چہار جانب سے قبرستان پہنچ کر نظارہ کرنے لگے لیکن سارے لوگ قبر سے یہی قریب سو میٹر کی دوری پر کھڑے ہیں اور ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ اور قریب مت جانا کیوں کہ لاش پھٹ گئی ہوگی بدبو ہوگی، لیکن حضور شیر بنگال کے بڑے صاحبزادے جناب ڈاکٹر فیاض احمد (مرحوم) کسی کی نہ سنی اور بالکل قریب پہونچ گئے، میں بھی ایک دو قدم کر کے قریب تک پہنچا، دیکھتا کیا ہوں کہ حضور شیر بنگال علیہ الرحمہ اپنی قبر انور میں مکمل سکون واطمینان کے ساتھ آرام فرما ہیں، آپ کا جسم نہ پھولا ہے، نہ پھٹا ہے اور بدبو کا تو وہاں تصور بھی نہیں بلکہ اس کے برعکس خوشبوئیں پھوٹ رہی ہیں، لاش کے چاروں جانب مٹی تو گری ہے لیکن کفن پہ مٹی کا کہیں ہلکا سا داغ بھی نہیں۔ اتنے میں کچھ لوگ اور قریب آئے اب ہر ایک کی زبان پہ ایک ہی جملہ ہے، ارے یہاں تو بدبو کا دور دور تک کوئی پتہ نہیں بلکہ ہر طرف خوشبو ہی خوشبو ہے''۔

یہ واقعہ اس لیے بھی تعجب خیز ہے کہ ترپن دن گذرنے کے بعد بھی کفن اور نعش صحیح وسالم رہا، یقیناً یہ آپ کی روشن کرامت ہے جو اپنوں اور خصوصاً غیروں کے لیے درس عبرت ہے۔ جو اللہ والے ہوتے ہیں اور جن کی زندگی '' الحبّ فِیْ اللہِ وَالْبُغض فِیْ اللہ '' کی مصداق ہوتی ہے ان کے جسم کو تو کیا کفن کو بھی مٹی نہیں کھا سکتی۔ (ماخوذ از بیان مولانا ظہیر الدین صاحب کونہ)

اولاد واحفاد:

نکاح کے پاکیزہ رشتہ سے منسلک ہونا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ ہے، اس کے دینی ودنیوی فوائد کا قائل ہر ایک ہے، نکاح کم سے کم ایک اور زیادہ سے زیادہ چار تک کی شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے۔ حضرت شیر بنگال نے کل تین شادیاں کی تھیں، پہلی شادی ''مجھیا'' میں ہوئی، دوسری ''کھگوہ'' میں اور تیسری ''برسالپور'' میں، حصول تعلیم کے لیے روانہ ہوتے وقت آپ نے ایک بیوی کو طلاق دے دی تھی۔

واضح رہے کہ طلاق کی یہ روایت آپ کے صاحبزادے مولانا غلام مصطفیٰ کی ہے جبکہ دیگر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ طلاق دینے کی روایت صحیح نہیں بلکہ واقعہ حال یہ ہے کہ پہلی بیوی جل کر یا کسی طرح انتقال کر گئی تھی، طلاق دینے کی بات غیر معتبر ہے۔ بقیہ دو بیویوں سے آپ کی کل چھ اولاد ہوئیں، چار لڑکے اور دو لڑکیاں، پہلی بیوی سے ایک لڑکا جو بچپن ہی میں خدا کو پیارے ہو گئے تھے اور دوسری سے پانچ اولاد تولد ہوئے، تین لڑکے اور دو لڑکیاں، ان کے نام یہ ہیں:

(۱) جناب ڈاکٹر فیاض عالم صاحب (مرحوم) (۲) مولانا غلام مصطفیٰ صاحب (۳) جناب غلام جیلانی صاحب (۴) محبوبہ خاتون (۵) مقبول النساء۔ ان میں سے ایک کے علاوہ سبھی بقید حیات ہیں اور مختلف شعبہ حیات میں مصروف کار ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزا واھدھم الی الصراط المستقیم۔

سفر حرمین طیبین:

آپ نے اپنی پوری حیات مبارکہ میں تین حج ادا فرمائے، پہلا حج، ۱۹۵۶ء میں، دوسرا، ۱۹۶۵ء میں اور تیسرا حج، ۱۹۷۱ء میں، یہ بیان حضرت کے صاحبزادے مولانا غلام مصطفیٰ کا ہے، مگر دوسرے بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ آپ نے دو حج ادا فرمائے، ایک مرتبہ کاغذ کی گڑبڑی کی وجہ سے بمبئی سے ہی واپس آ گئے۔ (ماخوذ از بیان جناب عبدالخالق صاحب کونہ)

آپ کے اساتذہ:

مختلف ادوار تعلیم میں جن حضرات سے آپ نے اکتساب فیض کیا اور شرف تلمذ حاصل کیا ان میں چند مشاہیر کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت علامہ قاضی شمس الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (مصنف قانون شریعت) آپ کو مٹی کو سونا اور ذرہ کو آفتاب بنانے میں ملکہ حاصل تھا آپ کی درسگاہ بافیض سے بڑے بڑے باکمال رجال علم وفن پیدا ہوئے۔

(۲) رئیس الاتقیا حضرت مولانا الحاج صوفی مبین الدین صاحب محدث امروہوی آپ اپنے وقت کے مستند عالم شمار کیے جاتے تھے، حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضرت حجۃ الاسلام، حسن رضا خان اور مجھے خدمت دین اور اس کے فروغ و اشاعت کی وصیت کی تھی، اب میں تم تینوں (حضرت مولانا ریحان رضا خان، حضرت مولانا اختر رضا خان (ازہری میاں) اور حضرت محدث امروہی قدس سرہ) کو خدمت دین اور اس کے فروغ و اشاعت کی وصیت کر رہا ہوں۔ ولادت جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ مارچ ۱۹۱۹ء میں امروہہ ضلع مرادآباد میں ہوئی، حضرت مفتی اعظم ہند کی خصوصی طلب پر ۱۵/اگست ۱۹۵۹ء ۹/صفر المظفر ۱۳۷۹ھ سے دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے۔

(۳) حضرت علامہ مولانا غلام یاسین صاحب قبلہ چمنی بازار (۴) حضرت مولانا معین الدین خاں صاحب قبلہ اعظم گڑھ۔

ان اساتذہ کرام کے نگاہ فیض کا اثر تھا کہ حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ کی ذات ساری زندگی مرکز خلائق بنی رہی۔

بیعت و خلافت:

آپ کو خلافت کس سے ملی اس سلسلے میں کوئی معلومات راقم تک نہ پہنچیں، البتہ آپ شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور سیدی مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ کے مرید خاص تھے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے آپ کو پیری مریدی کی اجازت دی تھی، مختلف علاقوں خصوصا بنگلہ دیش کے سرحدی علاقوں میں بیعت کیا کرتے تھے۔

آپ کے تلامذہ:

حضرت شیر بنگال کی حیات مبارکہ کے اکثر ایام دین کی دعوت و تبلیغ میں گزرے، فراغت کے بعد آپ تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے، گونہ دوری نگر کمات اور قرب

وجوار کے قریات میں جو دینی تعلیم کا ماحول بنا اس میں بنیادی کردار حضرت شیر بنگال ہی کا ہے، آپ نے جن تلامذہ کو درس دیا ان میں بعض بلند پایہ عالم دین ہوئے اور بعض اپنے معاصرین میں فارسی زبان وادب کے ماہر ہوئے، آپ نے مختصر تدریسی خدمات کے ذریعہ جو مشہور ذی استعداد باوقار علما پیدا کیے، ان میں سے کچھ تو بقید حیات ہیں اور کچھ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے، آپ کے تلامذہ میں ذیل کے چند اسما معلوم ہو سکے:

(۱) حضرت مولانا ظہیر الدین صاحب قبلہ (کونہ) (۲) حضرت مولانا عبد الجبار صاحب قبلہ (املیہ) (۳) حضرت مولانا یعقوب عالم صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) (۴) حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قبلہ (۵) منشی معین الدین صاحب (۶) منشی محمد حسین صاحب (۷) والد گرامی جناب محمد مسلم الدین صاحب مرحوم، (۸) جناب حاجی نوشاد عالم صاحب، (۹) جناب ظریف الرحمٰن صاحب، یہ حضرات آپ ہی کے علم وعرفان کے خوشہ چیں تھے، جن کے دینی وعلمی فیوض وبرکات سے آج بھی دنیا فیضیاب ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں شیخ حاجی عبد السلام صاحب، (نوری نگر کمات)، جناب عبد الخالق صاحب کونہ وغیرہ نے بھی آپ کے سامنے زانوے ادب تہ کیا۔ ☆☆☆

کونہ کمات میں آپ کا خاص فیضان:

حضرت علامہ غیاث الدین شیر بنگال علیہ الرحمہ کا روحانی فیضان، ان کے تبلیغی دورے، اصلاحی خدمات ضلع اتر دیناج پور کے اکثر خطے کو محیط ہے، رسا کھوا، گوالپوکھر، دہی گنج وغیرہ میں آپ کے کثر دورے ہوتے تھے، یہاں تک کہ گاہے بگاہے بنگلہ دیش میں بھی آپ کے دورے ہوتے تھے لیکن اپنے آبائی وطن کونہ کمات میں حضرت کا خصوصی فیضان رہا ہے، دین سے لے کر دنیا تک قوم کے ہر درد کا انہوں نے علاج کیا، دونوں گاؤں کے مابین الفت ومحبت اور بھائی چارگی کا جو انہوں نے سبق پڑھایا وہ آج تک لوگوں کو یاد ہے، حضرت کے ہی صدقے اکابرین اہل سنت، حضور سیدنا مفتی اعظم ہند، شیر بیشہ اہل سنت اور علامہ مشتاق احمد نظامی علیہم الرحمۃ والرضوان کی ان گاؤں میں تشریف آوری ہوئی، اس لحاظ سے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ "کونہ کمات" میں حضرت کا خصوصی فیضان رہا ہے، ان دونوں گاؤں پر

حضرت کا جو احسان ہے اس کے معترف یہاں کے لوگ آج بھی ہیں۔

دار العلوم فیض عام کا قیام اور سبب قیام:

قوم کی سربلندی، مسلک اہل سنت کا تحفظ، عمدہ اخلاقیات، اسلامی تہذیب وثقافت اور حسن معاشرت، غرض کہ انسانی حیات کے ہر باب کی اصلاح، مدارس اور خانقاہوں سے وابستہ ہے، بدمذہبوں کی ریشہ دوانیوں، اور نام نہاد بدعقیدہ مبلغوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے مدارس اسلامیہ کی جو اہمیت ہے وہ ہر شخص پر عیاں ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ اتر دیناج پور کا علاقہ آج سے تقریبا تیس چالیس پہلے دینی تعلیم کے معاملے میں بہت پچھڑا ہوا تھا، دور دور تک کوئی عالم نظر نہیں آتا تھا، مساجد تو گاؤں میں لوگوں نے اپنے اپنے طور پر بنالیے تھے مگر مدرسہ بنانے کا خیال کسی کے ذہن ودماغ میں نہ تھا جبکہ جہالت کا خاتمہ اور مسلک کا تحفظ بہت ضروری تھا۔ حضرت شیر بنگال نے اس ضرورت کو محسوس کیا، دین کی حفاظت، فکر رضا کی اشاعت اور قوم کے نونہالوں کو علم نبوی سے آراستہ کرنے کے لیے ایک دینی قلعہ کی بنیاد رکھی اور اسے راہ ترقی پر گامزن فرمایا، آج اس دینی قلعہ کو عوام وخواص ''دار العلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات'' کے نام سے جانتے ہیں۔ املیہ، ڈانگی پاڑا اور بھٹیا بستی (موجودہ رحمن پور) وغیرہ کے بچے بھی اسی مدرسہ میں پڑھنے کے لیے آتے تھے، مگر اب الحمد للہ ہر گاؤں میں مدرسہ اور مکتب موجود ہے۔ یہ آپ کی برکت ہے کہ آپ نے ایک چراغ روشن کیا اور اس سے سیکڑوں چراغ روشن ہوتے چلے گئے۔

پہلے پہل حضرت کے زمانے میں مدرسہ فیض عام کا قیام موجودہ رحمن نگر جسے ایک چند سالوں پہلے تک کونہ بھٹیا پارا کے نام سے جانا جاتا تھا، میں ہوا، حضرت کے زمانے میں مدرسہ کچے پھوس میں تھا، بعد میں اسباب کی فراہمی، اساتذہ کی محنت اور باشندگان کونہ وکمات کی بے لوث خدمات نے اسے اعلیٰ معیار تک پہنچا دیا۔

دار العلوم فیض عام میں اس وقت ہاسٹل میں تقریبا ۴۰ر۴۵ر بیرونی طلبہ مع طعام وقیام زیر تعلیم ہیں، اور بقیہ دو ڈھائی سو بچے کونہ ونوری نگر کمات کے ہیں جو روزانہ اپنے گھروں سے مدرسہ تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ پانچ ذی استعداد اساتذہ کی نگرانی میں یہ

ادارہ اپنے اسلاف کی روش پر رہ کر روز افزوں راہ ترقی پر گامزن ہے، مدرسہ کی ترقی اور فروغ میں باشندگان کونہ وکمات، اراکین، معاونین ودیگر چندہ دہندہ حضرات کے تعاون کے ساتھ ساتھ حضرت شیر بنگال کا روحانی فیضان بھی شامل حال ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور دارالعلوم کو خوب سے خوب ترقی دے۔ آمین۔

موجودہ اسٹاف کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا شاہ عالم صاحب قبلہ (۲) حضرت مولانا انظر عالم صاحب قبلہ (۳) حضرت مولانا ضمیر الاسلام مصباحی قبلہ (۴) حضرت مولانا تجمل حسین صاحب قبلہ

ذیل میں ان اساتذہ کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے، جن اساتذہ کی موجودگی میں دارالعلوم کو خاصا عروج اور پہچان ملا، ان حضرات نے دارالعلوم کو ترقی کی ایک نئی سمت دکھائی، ان کی خدمات لائق تعریف اور قابل ستائش ہیں۔

اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا ظہیر الدین رضوی قبلہ (کونہ) صدرالمدرسین مدرسہ مصباح الخیرات کھلکا باڑی

(۲) حضرت مولانا عبدالجبار صاحب قبلہ (املیہ) استاذ مدرسہ جامعہ رحمت چکلی اتر دیناج پور

(۳) حضرت مولانا ابوالکلام صاحب قبلہ (مجگاؤں) امام وخطیب بنگلور جامع مسجد کرناٹک

(۴) حضرت مولانا مظفر حسین صاحب قبلہ (ڈیہر پھول باڑی) استاذ دارالعلوم رضائے مصطفےٰ ستھاپور اتر دیناج پور

(۵) حضرت مولانا نوشاد عالم مصباحی قبلہ (سانور) راجستھان

(۶) حضرت مولانا فیض الرحمٰن صاحب قبلہ (کونہ) استاذ مدرسہ اسلامیہ نورنیہ ہاٹ کا بھی اتر دیناج پور بنگال

دارالعلوم فیض عام کے فیض یافتہ علما:

۲۵ سالہ تعلیمی سفر میں اب تک دارالعلوم سے تحصیل علم کرنے والے علما کی ایک بڑی تعداد ہے جو ملک کے مختلف جامعات ودارالعلوم سے فارغ ہو کر ہند کے اطراف واکناف میں گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں، ان میں مفتی بھی ہیں، وقت کے محقق بھی

مدرس بھی شعلہ بار خطیب بھی، ان میں چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا ظہیر الدین صاحب قبلہ (کونہ) صدر المدرسین مدرسہ معدن تجویدیہ ... باڑی اتر دیناج پور

(۲) حضرت مولانا فیض الرحمٰن صاحب قبلہ (کونہ) استاذ مدرسہ اسلامیہ لوٹیہ ہاٹ گوبھی اتر دیناج پور بنگال

(۳) حضرت مولانا شکیل انور صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) استاذ مدرسہ محمود الاسلام ... پاٹن ضلع گیر

سوراشٹر گجرات۔

(۴) حضرت مولانا احمد رضا قادری صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) استاذ دار العلوم فضل المدارس ... آباد

(۵) حضرت مولانا اسماعیل رضوی صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) صدر المدرسین مدرسہ فیضان رضا گوا

ل اتر دیناج پور بنگال

(۶) حضرت مولانا مفتی ساجد رضا مصباحی قبلہ (نوری نگر کمات) استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اوریا

(۷) حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب قبلہ (ڈانگی پاڑا)

(۸) حضرت مولانا شاکر رضا صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) استاذ جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام پھول پور الہ آباد یوپی

(۹) حضرت مولانا تاجر رضا صاحب قبلہ (کونہ) خطیب وامام

(۱۰) حضرت مولانا عظمت رضا صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) استاذ جامعۃ الرضا ... سورت

(گجرات)

(۱۱) حضرت مولانا تبریز عالم مصباحی قبلہ (نوری نگر کمات) استاذ الجامعۃ ... بنگلور کرناٹک

(۱۲) حضرت مولانا ابوالکلام مصباحی قبلہ (کونہ) استاذ مدرسہ غریب نواز شیشہ باڑی اتر دیناج پور

(۱۳) حضرت مولانا شبیر عالم صاحب قبلہ (نوری نگر کمات)

(۱۴) حضرت مولانا حیدر علی صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) امام وخطیب کمار ... جامع مسجد اتر دیناج پور

(۱۵) حضرت مولانا شاہنواز صاحب قبلہ (نوری نگر کمات) امام وخطیب بنگلور جامع مسجد کرناٹک

(۱۶) حضرت مولانا توصیف رضا صاحب قبلہ (کونہ) استاذ مدرسہ رضا دار العلوم کونہ اتر دیناج پور بنگال

(۱۸) حضرت مولانا معراج عالم صاحب قبلہ (نوری نگرکمات)

(۱۹) حضرت مولانا ظہور رضا مصباحی قبلہ () (نوری نگرکمات) خطیب وامام بنگلور جامع مسجد کرناٹک

(۲۰) حضرت مولانا عبدالغفار صاحب قبلہ (کونہ)

(۲۱) حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قبلہ (این، این، کمات) امام وخطیب بنگلور جامع مسجد کرناٹک

(۲۲) حضرت مولانا تجمل حسین صاحب قبلہ (کونہ) استاذ دارالعلوم فیض عام کونہ نوری نگرکمات اتر دیناج پور بنگال

(۲۳) حضرت مولانا نسیم اختر صاحب قبلہ (نوری نگرکمات) استاذ مدرسہ غریب نواز شیشہ باڑی اتر دیناج پور

(۲۴) حضرت مولانا محفوظ عالم صاحب قبلہ (نوری نگرکمات) امام وخطیب سورت جامع مسجد گجرات

(۲۵) حضرت مولانا مصطفےٰ رضا صاحب قبلہ (نوری نگرکمات) امام وخطیب پھول پور مسجد الہ آباد یوپی

(۲۶) حضرت مولانا غلام سرور صاحب قبلہ (برساپور پور)

(۲۷) حضرت حافظ منظر نواز صاحب قبلہ (مجگاؤں) مدھیہ پردیش

(۲۸) حضرت مولانا فرید عالم صاحب قبلہ (کونہ) استاذ مدرسہ سکور و کوگیلا اتر دیناج پور بنگال

(۲۹) حافظ شان محمد صاحب (کونہ) استاذ مدرسہ رضاء العلوم کونہ اتر دیناج پور بنگال

(۳۰) عزیزم مولوی ناظم علی (نوری نگرکمات) متعلم جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام پھولپور الہ آباد یوپی

(۳۱) حضرت مولانا حامد رضا صاحب (کونہ) امام وخطیب بنگلور جامع مسجد کرناٹک

(۳۲) عزیزم محمد حسنین رضا سلمہ (کونہ) متعلم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد یوپی

(۳۳) عزیزم حافظ توصیف رضا سلمہ (نوری نگرکمات) متعلم دارالعلوم محبوبیہ شمع اسلام ضلع امبیڈکر نگر یوپی

(۳۴) عزیزم حافظ ناہید رضا سلمہ (نوری نگرکمات) متعلم

(۳۵) عزیزم حافظ سرفراز عالم سلمہ (کونہ) متعلم

(۳۶) عزیزم مولوی توفیق رضا سلمہ (نوری نگرکمات) متعلم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد یوپی

حضرت شیر بنگال ارباب علم ودانش کی نظر میں

علما کی تعریف وتوصیف کسی بھی شخصیت کے لیے سند کی حیثیت کا درجہ رکھتی ہے، خصوصاً ہم عصر علمائے کرام کی تعریف تو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ کی علمی صلاحیت، اخلاقی بلندی، اور کردار کی پاکیزگی کی گواہی ان کے ہم عصر علما اور بعد کے علما نے بھی دی ہے، ہم ذیل میں چند خاص علمائے کرام کے تاثرات حضرت شیر بنگال کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں، جو ہماری گزارش پر علمائے کرام نے تحریر فرمائے۔

حضرت مولانامحمد حسن امام ادیبؔ رضوی صاحب
گوہرہ ضلع اتر دیناج پور بنگال

مولانا الحاج غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ (شیر بنگال) علاقہ گوالپوکھر ضلع اتر دیناج پور ساکن موضع کونہ کو علمی ماحول میں آنکھیں کھولنے کے بعد ۱۹۵۸ء سے دیکھتا آرہا ہوں، بہت سے جلسوں کے پروگرام میں ان کے ساتھ رہا، بہت کچھ سیکھنے اور سمجھنے کا موقع بھی ملا، موصوف نے دارالعلوم فیض عام کونہ وکمات کی بنیاد ڈالی، درس وتدریس کی خدمات بھی انجام دیتے رہے، اس کے علاوہ کچھ دوسرے مدارس بھی قائم کئے اور اس کی نگرانی بھی کرتے رہے، سنیت کے فروغ کے لیے ابتدائی تعلیم کے بعد حدیث وفقہ کی مزید تعلیم کے لیے بریلی شریف پہنچے اور کچھ عرصہ کے بعد سند فراغت حاصل کر کے اپنے علاقے میں رہ کر دین

ومسلک کی خدمت انجام دیتے رہے۔ موصوف نے دین حق کی تبلیغ اس وقت شروع کی جب بدعقیدگی نے دھیرے دھیرے قدم جمانا شروع کر دیا تھا۔ غرض کہ میں نے ابتدائی تعلیمی دور سے ہی آپ کو سنی رضوی عالم کی حیثیت سے دیکھا، ان کا مشغلہ درس وتدریس، وعظ ونصیحت اور دعا تعویذ کے ذریعے لوگوں کے درپیش مسائل کا حل کرنا تھا، بدعقیدہ اور گمراہوں سے آپ کو شدید نفرت تھی، انہی خصوصیات کی بنیاد پر آپ پر کئی بار جان لیوا حملہ بھی ہوا مگر آپ نے ہر خوف وخطر سے بالاتر ہو کر مذہب ودین کی خدمت کو زندگی کا ماحصل بنالیا اور ہمیشہ اسی پر کاربند رہے۔

نشیمن پر نشیمن اس قدر تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بیزار ہو جائے۔

(العارض فقیر محمد حسن امام ادیب رضوی)

حضرت مولانا مفتی شعیب عالم قادری نعیمی

سکریٹری وبانی سنی علماء کونسل اتر دیناج پور بنگال،
مفتی وشیخ الحدیث، مدرسہ یادگار حبیب الہ آباد، یوپی

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

اما بعد

شیر بنگال حضرت مولانا غیاث الدین علیہ الرحمہ ہماری جماعت کے ایک ممتاز عالم تھے، حکیمانہ طرز، فقیہانہ مزاج رکھتے تھے، درحقیقت ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا'' کی تفسیر اور ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کی تصویر تھے، اپنے عقیدہ اور نقطہ نظر کے اظہار میں کبھی اور کہیں آپ نے مداہنت سے کام نہیں لیا، حق گوئی میں بے باک اور جری تھے، بڑی جرات واستقامت سے کام لیتے، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں شب وروز منہمک رہتے، بڑے عامل، صوم وصلوٰۃ کے پابند، حدود شرعیہ کی حفاظت کرنے والے تھے، ایک

باوقار عالم ہونے کے ساتھ ساتھ باکمال عامل اور طبیب حاذق بھی تھے، جس مریض یا آسیب زدہ پر آپ کی عنایت ہو جاتی تو اسے فوراً شفامل جاتی۔

میرے والد گرامی حضرت الحاج منشی حلیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے آپ کے ساتھ گہرے تعلقات اور اچھے مراسم تھے، جس بنا پر مجھ سے بڑی محبت کرتے، شفقت ومہربانی فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے رہتے تھے۔ میری آخری ملاقات ۱۹۹۱ء کے اواخر اور ۱۹۹۲ء کے اوائل میں اس وقت ہوئی جب آپ علیل اور نحیف وکمزور ہو چکے تھے، مجھے اپنی بارگاہ میں بلوایا، میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ حاضر خدمت ہو کر ملاقات کا شرف حاصل کیا، دراز گفتگو کے بعد کاغذ وقلم منگوا کر میرے ہاتھ میں دیا، مکان وغیرہ کی بندش اور کچھ دیگر اوراد ووظائف لکھوا کر مجھے اجازت مرحمت فرمائی، پھر اسی سال آپ واصل بحق ہو گئے۔

دعا ہے کہ رب قدیر آپ کی تربت انوار پر انوار ورحمت کی بارش برساتا رہے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے　　سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

محررہ: ۱۳ر جمادی الاخری ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۴ر اپریل ۲۰۱۴ء

حضرت مولانا شکیل انور مصباحی

استاذ مدرسہ محمود الاسلام پربھاس پاٹن ضلع جوناگڑھ گجرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ　　میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

بلاشبہ جب زمین تپتی ہے تو بارش ہوتی ہے، رات کی سیاہی گہری ہوتی ہے تو صبح کا نور طلوع ہوتا ہے۔ خدائے وحدہ کی راہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور گمراہی وسرکشی حد سے بڑھ جا

تی ہے تو خدائے برتر و بزرگ غفور رحیم کی رحمت جوش میں آتی ہے اور انسان کی رشد و ہدایت کے لیے کسی عظیم رہبر و رہنما کا ظہور ہوتا ہے انبیائے کرام علیہم السلام اسی لیے مبعوث ہوتے رہے اور خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے بندوں کو گمراہ ہونے سے بچاتے رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیا کی آخری کڑی ہیں، خاتم النبیین ہیں، اسی لیے اب اہل دنیا کی رشد و ہدایت اور رہبر و رہنمائی کا فریضہ بھی امت محمدیہ کے سپرد ہوا، جو سب سے آخری اور منتخب امت ہے۔ ان ہی داعیان امت محمدیہ میں غیاث ملت حضرت علامہ الحاج شیخ غیاث الدین علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ہیں جو شیر بنگال کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ جن کی بابرکت ذات پورے سورجاپوری علاقے میں مرکزی حیثیت کی حامل تھی۔ آج بھی علاقہ چنکلیہ، کرن دیگھی، کشن گنج کے سن رسیدہ اور معمر افراد حضرات، کونہ و نوری نگر کمات کو حضرت شیر بنگال ہی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ لیکن اکثر حضرات کا تصور آپ کے تعلق سے یہ ہے کہ آپ اس علاقے کے ایک بزرگ عالم اور ماہر عملیات تھے اور بس۔ آپ کے علمی کمالات، وسیع تبلیغی خدمات، اور تبلیغ دین کی راہ میں آپ کے جد و جہد کی داستان اکثر لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ آپ کے وصال ہوئے دو دہائی سے زائد ہو گئے لیکن آپ کی سوانح پر کوئی کتاب تو در کنار کوئی مختصر مضمون بھی شائع نہیں ہو سکا، دراصل یہ سانحہ صرف حضرت شیر بنگال ہی کے ساتھ نہیں ہوا، بلکہ آپ سے قبل اور بعد کی متعدد ہستیاں ایسی ہیں جن کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ مسلم الثبوت تھا، جنھوں نے قوم و ملت کی فلاح و بہبودی کے لیے اپنی پوری زندگی صرف کر دی، لیکن اخلاف نے اپنے ان اسلاف کے احسانات کا بدلہ انہیں اس طرح دیا کہ ان کو پوری طرح فراموش کر گئے، یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے مرتکب ہم سب ہیں، ہمارے اسلاف کی وراثتوں کی حفاظت اور ان کے مشن کو زندہ و تابندہ رکھنا کامیاب قوموں کی نشانی ہے، اپنے بزرگوں کو فراموش کر کے ہم اپنے مستقبل کو خوش گوار نہیں بنا سکتے۔ بلکہ ہم کامیاب اسی وقت ہوں گے جب ہمارا رشتہ اپنے اسلاف کے ساتھ مضبوط

قابل مبارک باد ہیں عزیز گرامی مولانا محمد سبحان رضا مصباحی جنہوں نے حضرت شیر بنگال کے تذکار پر مشتمل یہ رسالہ مرتب کر کے ہم سب کی جانب سے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ انہوں نے حضرت شیر بنگال کے تعلق سے دستیاب مواد کو یکجا کر کے کتابی شکل دی ہے، اللہ تعالی ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے آمین۔

عزیز موصوف نے مجھ سے بھی حضرت شیر بنگال کے تعلق سے کچھ سطریں لکھنے کے لیے کہا، حضرت شیر بنگال کے زریں کارنامے اور قوم وملت کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کے تئیں آپ کے احسانات کا تقاضا ہے کہ آپ کے اوصاف وکمالات پر لکھا جائے اور خوب لکھا جائے، سردست چند یادوں کو صفحہ قرطاس کے حوالے کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ والرضوان نے اہل سنت کے عقائد ومعمولات کے تحفظ کے لیے تن تنہا جو کام آپ نے کیا آج وسائل وذرائع کی بہتات کے باوجود پوری ٹیم نہیں کر سکتی، دراصل آپ نے پورے اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ کام شروع کیا، اللہ تعالی کی تائید ساتھ ہوتی گئی اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔

حضرت تمام تر علمی کمالات کے ساتھ عبادت وریاضت میں بھی سلف صالحین کی یادگار تھے، تعویذات وعملیات میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، علما وطلبہ ان کی خدمت میں زیارت وملاقات کے لیے آتے، ضرورت مند وحاجت مند افراد اپنی حاجتوں کو لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، سیکڑوں افراد بھوت پری، سحر اور جادو ٹونا کے ستائے آپ کے یہاں فریاد لے کر حاضر ہوتے اور آپ سب کو شادکام فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ بعد نماز فجر سورہ یٰسین شریف کی تلاوت باواز بلند فرمایا کرتے تھے، پھر اس کے بعد دیگر اوراد و وظائف میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ خالی اوقات میں حاجت مندوں کے لیے تعویذات تحریر فرماتے، لوگوں کے دینی مسائل کا جواب عنایت فرماتے۔ اگر کوئی شخص طلاق دینے کے

بعد مسئلہ پوچھنے کے لیے آتا تو سخت زجر وتوبیخ فرماتے اور فرمایا کرتے کہ طلاق سے پہلے ہی اگر مسئلہ پوچھا ہوتا تو طلاق کی نوبت نہیں آتی۔ پھر اصل مسئلہ کا شرعی حکم بیان فرمایا کرتے تھے۔ تعویذ نویسی کو آپ نے کسب معاش کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ یہ کام آپ خدمت خلق سمجھ کر کیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے کبھی تعویذ کا معاوضہ طلب نہیں فرمایا، ہاں اگر کوئی شخص آپ کو کچھ نذر کر دیتا تو قبول فرما لیتے۔

حضرت شیر بنگال کے عملیات کا بڑا چرچا تھا، آپ کی تعویذات زود اثر ہوا کرتی تھیں، علما بھی آپ کے اس وصف کے قائل تھے، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت مفتی شبیر صاحب نعیمی مدظلہ بانی وسربراہ اعلیٰ دارالعلوم چشتیہ کھگوا کشن گنج بہار بیان فرماتے ہیں:

''کہ میں بار بار حضرت شیر بنگال کی خدمت میں حاضر ہوا، انہیں میں نے بہت قریب سے دیکھا، یقیناً آپ اپنے اسلاف کا نمونہ اور ان کی عملی تصویر تھے۔ انہوں نے اپنے وصال سے تین ماہ قبل مجھے اپنے گھر طلب فرمایا اور اپنے مخصوص عملیات ووظائف کی اجازت سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ عزیزم! ان عملیات اور وظائف کی پابندی کرنا۔ میں آج تک حضرت کے اس حکم پر عمل پیرا ہوں۔''

اب ذیل میں حضرت شیر بنگال کے فیوض وبرکات اور ان کے اخلاص وعمل کے چند شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) ایک بار ہمارے گاؤں میں مویشیوں میں ایک وبا پھیلی، جس کی وجہ سے ایک دن میں کئی کئی مویشی مر جاتے تھے، لوگ اس ناگہانی وبا سے بہت پریشان تھے، ڈاکٹروں کا علاج اور ساری تدابیر بے کار ہو رہی تھیں، آخر کار لوگ اپنے مذہبی قائد حضرت شیر بنگال کی خدمت میں اپنی اس پریشانی کے حل کی گزارش کرنے کے لیے پہنچے۔ حضرت شیر بنگال نے فرمایا پورے گاؤں کی چوہدی کرنی پڑے گی، پھر اس کے بعد چوہدی کے کچھ مخصوص سامان لکھوا کر ان کے انتظام کا حکم فرمایا، اور اپنی آمد کا وقت بتایا۔ مقررہ وقت پر حضرت پہنچے، پوری بستی کی چوہدی کی، لوگوں کو مویشیوں کے لیے تعویذات دیتے رہے، پانی پر دم کیا اور انہیں

جانوروں پر چھڑکنے کا حکم دیا، گاؤں کے بھی باشندوں نے تعویذ لیا، ایک صاحب نے یہ کہتے ہوئے تعویذ نہیں لی کہ میں دوسری جگہ سے تعویذ لے آیا ہوں، دوسرے ہی دن ان کے کئی جانور ہلاک ہو گئے، باقی گاؤں کے بھی افراد کے جانور اس وبا سے محفوظ ہو گئے، اللہ کا ایسا کرم ہوا کہ آج تک پھر یہ وبا ہمارے یہاں نہیں پھیلی۔

(۲) ایک بار میرا گزر کلارام سے ہو رہا تھا، واضح رہے کہ یہ پورا گاؤں دیوبندیوں کی آبادی پر مشتمل ہے، پہلے یہاں کے بھی لوگ اہل سنت کے معتقدات کے حامل تھے، بعد میں مولوی منت اللہ رحمانی مونگیری نے ان سیدھے سادے مسلمانوں کو بہکا کر سنیت سے منحرف کر دیا، خیر اس گاؤں میں ہمارے رشتے کی ایک عورت نے میرا راستہ روک کر پوچھا کیا تم نے دیوبندی سنی کے جھگڑے کی وجہ سے اپنے رشتے داروں سے بھی ملنا چھوڑ دیا، یہ سب آگ مولانا غیاث الدین کی لگائی ہوئی ہے، اس عورت نے مولانا کا نام لینے کے بجائے ایک بھونڈے لفظ سے ان کا ذکر کیا، میں ان سے جان چھڑا کر اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔ اس واقعے کے چند مہینوں بعد معلوم ہوا کہ اس عورت کی دماغی حالت خراب ہو گئی اور وہ پاگل پن کا شکار ہو گئی ہے، جب اس بات کی خبر مجھے ملی تو میں برجستہ کہا کہ حضرت شیر بنگال کی شان میں گستاخی کی سزا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کو گالی دینے والی اسی سزا کے مستحق ہیں وہ عورت اس آفت سے پوری زندگی جانبر نہیں ہو سکی اور اسی حالت میں مر گئی۔

(۳) ایک مرتبہ راقم الحروف اور محب گرامی حضرت مولانا اسمعیل صاحب رضوی جو مجھ سے بڑے اور ہوشیار بھی تھے، اور ان دنوں اپنے گاؤں کے مدرسہ فیض عام میں زیر تعلیم تھے، ایک دن مدرسہ میں چھٹی ہونے کے بعد حضرت کے گھر آپ سے ملاقات کے لیے پہنچے، دیکھا تو آپ کچھ پڑھ رہے ہیں، پڑھ کر فارغ ہوئے تو ہم دونوں کی طرف مخاطب ہو کر ہمارا تعارف چاہا، ہم دونوں نے اپنے اپنے والد صاحب کا نام بتا کر اپنا تعارف کروایا۔ اسی درمیان مولانا اسمعیل صاحب طاق پر رکھی ایک کتاب اٹھا کر الٹنے پلٹنے لگے، تو حضرت نے فرمایا: میاں! ابھی طالب علم ہو علم حاصل کرنا چاہیے، (یعنی ان کتابوں کو پڑھنے کا ابھی وقت

نہیں آیا ہے)

وقتی طور پر حضرت کی یہ بات ناگوار گزری لیکن آج احساس ہو رہا ہے کہ حضرت کی یہ بات کس قدر اہمیت کی حامل تھی، یقیناً دوران طالب علمی طالب علم کی پوری توجہ صرف اور صرف تحصیل علم کی جانب ہونی چاہیے۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ والرضوان شریعت کے معاملے میں بڑے حساس واقع ہوئے تھے، خلاف شرع کام خود بھی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اپنے سامنے کوئی ایسا کام ہوتا دیکھ کر خاموش رہتے تھے، سامنے والا شخص چاہے جس مقام و مرتبے کا ہو فوراً سختی سے منع فرماتے۔ حق گوئی و بے باکی کوئی آپ سے سیکھے، آپ اظہار حق میں کسی کا خوف نہیں کھاتے۔

خود آپ کی زندگی بھی شریعت اسلامیہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ استاذ گرامی حضرت علامہ و مولانا ظہیر الدین صاحب قبلہ فرماتے ہیں:

''حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ کاشتکاری کیا کرتے تھے، کاشتکاری کے فن سے پوری طرح واقف بھی تھے، لیکن یہاں بھی ان کی شان نرالی تھے، کھیت میں چاہے جس قدر مصروف ہوں، نماز کا وقت ہوتا تو سارا کام کاج چھوڑ کر بلند آواز سے اذان کہتے، اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے اور باجماعت نماز ادا کی جاتی، یقیناً یہ ان کا طرہ امتیاز تھا، ورنہ آج ہم مکمل آسائش و آرام میں زندگی بسر کرنے کے باوجود نماز باجماعت کی پابندی نہیں کر پاتے۔''

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ دینی و مذہبی حمیت میں بھی اپنی مثال آپ تھے، دین کی سرخروئی اور اہل سنت و جماعت کی سربلندی آپ کے نزدیک سب سے محبوب چیز تھی، اس کے لیے آپ ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔ عالی جناب ڈاکٹر زاہد صاحب قبلہ ہاٹ کھولہ شیشہ باڑی بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۹ء میں قرب و جوار کے کئی گاؤں کا مشترکہ مدرسہ مکھانپو کھر کربلا تھا، ان میں بعض حضرات دیوبندی خیالات کے حامل

تھے، اسی سال مدرسے کا سالانہ جلسہ ہونا تھا، بعض لوگوں نے مقرر خصوصی کی حیثیت سے دیوبندی مولوی ارشاد کو مدعو کرنا چاہا، جب ہاٹ کھولہ اور کھان پورکھر کے مصلب سنی حضرات کو اس کی خبر ہوئی، تو مولوی ارشاد کی بدعقیدگی کو واضح کرتے ہوئے اس کو مدعو کرنے سے روکا گیا، لیکن دوسرے فریق کے لوگ اس پر تیار نہیں ہوئے، نزاعی صورت حال پیدا ہوگئی، بالآخر لوگ دو حصوں میں بٹ گئے، دیوبندی نظریات کے حامل لوگوں نے الگ سے جلسہ منعقد کر کے مولوی ارشاد کو بلایا، اس جلسے میں اس نے اہل سنت کے متوارث عقائد و معمولات کے خلاف خوب بکواس کی، یہاں تک کہ علمائے اہل سنت کو مناظرہ کا چیلنج بھی کر ڈالا، اس واقعے سے اہل سنت کے افراد میں ایک بیداری کی لہر پیدا ہوگئی، سب لوگ حضرت شیر بنگال کی خدمت میں حاضر ہو کر دیوبندیوں کی جانب سے مناظرہ کے چیلنج کا تذکرہ کیا، آپ نے مناظرہ کی تاریخ مقرر کر کے اہل سنت و جماعت کی جانب سے مولانا انتخاب قدیری اور فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمن مضطر رضوی کو مدعو کیا، موخر الذکر کسی وجہ سے مناظرے میں شرکت نہیں کر سکے۔ معززین اہل سنت کے تعاون سے تمام قانونی کارروائیاں بھی مکمل کر لی گئیں، پوسٹر بھی چھپ گیا۔ دوسری طرف دیوبندی خیمے میں جیسے بھونچال آگیا ہو، ان لوگوں نے نقض امن کا خطرہ ظاہر کر کے پولیس کا سہارا لے کر مناظرہ کینسل کروانے کی پوری کوشش کی، لیکن چوں کہ تھانہ سے مناظرہ کی منظوری ہو چکی تھی، اس لیے کوشش بسیار کے باوجود مناظرہ منسوخ کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے تو، اپنے مولوی ارشاد کو بلایا، مناظرہ کی تاریخ آئی تو مولوی مذکور بادل نخواستہ مناظرہ میں پہنچا، اہل سنت کے مناظر مولانا انتخاب قدیری پوری شان و شوکت کے ساتھ اسٹیج پر پہنچ کر سب سے پہلے اہل سنت کے معتقدات و معمولات کے ثبوت پر قرآن و حدیث کے حوالوں کی روشنی میں مدلل تقریر کی، پھر دیوبندی مناظر کو للکارتے ہوئے کہا اب کہو تمہیں کیا اعتراض ہے، مولوی ارشاد ہکا بکا کچھ کہنے کے لائق نہیں رہ گیا تھا، ادھر اہل سنت کی جانب سے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے۔ مولوی ارشاد بمشکل صرف اتنا کہہ سکا کہ یہ سب بدعت اور شرک ہے، جب اہل سنت کی جانب سے معمولات اہل سنت

کے بدعت اور شرک ہونے پر دلیل طلب کی گئی تو مولوی ارشاد کی کیفیت تنک تنک دیدیم دم نہ کشیدم والی تھی۔ دیوبندیوں نے جب اپنے مناظر کی یہ کیفیت دیکھی تو مکروفریب کے اپنے اصلی چہرے سے نقاب ہٹاتے ہوئے، مارو پکڑو، کا شور مچانا شروع کیا، جب کہ اہل سنت کی جانب سے بار بار سکون بنائے رکھنے اور دلائل کی روشنی میں سنجیدہ گفتگو کرنے کا اعلان کیا جاتا رہا، لیکن جب یہ فریبی کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو پھر اہل سنت کے جوانوں نے بھی انہیں سبق سکھانے کا تہیہ کرلیا اور نعرہ لگاتے ہوئے میدان میں کود پڑے اور وہاں موجود دیوبندیوں کی ایسی دھنائی کی کہ انہیں بھاگنے کا راستہ ڈھونڈھنا بھی مشکل ہو گیا، جس کو جدھر جانے کا موقع ملا بھاگ نکلا، دیوبندی مناظر بھی اس کیفیت کا فائدہ اٹھا کر فرار ہو گیا۔ پورے علاقے میں دیوبندیوں کی ایسی رسوائی ہوئی کہ کہیں منھ دکھانے کے قابل نہیں رہ گئے، اہل سنت سرخرو اور سربلند ہوئے، پورے علاقے میں سنیوں کا بول بالا ہوا، شیشہ باڑی اور ہاٹ کھولہ کے مذبذب افراد اہل سنت کے معتقدات کے حامل ہو گئے۔ آج بھی یہاں اہل سنت کا بول بالا ہے، جامع مسجد اہل سنت کے قبضے میں ہے، ۱۹۹۲ء میں ایک عظیم تعلیمی ادارہ دارالعلوم غریب نواز کا قیام ہو چکا ہے۔ اس مناظرہ کے انعقاد میں حضرت شیر بنگال کا مرکزی کردار رہا، آپ ہی کے فیضان کرم سے یہاں سنیت پھل پھول رہی ہے۔

رد بد مذہباں حضرت شیر بنگال کا خاص مشغلہ تھا، آپ خود بھی ہمیشہ اس مبارک عمل سے وابستہ رہے اور اپنے زمانے کے معتمد علماے کرام کو مدعو کر کے علاقے کا دورہ کرایا تا کہ اہل سنت کے ایمان کی حفاظت ہو سکے۔ آپ ہی کی کوششوں سے شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی لکھنوی ثم پیلی بھیتی، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن اڑیسوی، حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، حضرت مولانا مشاہد رضا پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اس علاقے میں تشریف لائے اور اہل سنت کا فروغ ہوا۔

حضرت شیر بنگال کی وسیع خدمات کو تفصیلی طور پر سپرد قرطاس کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالی جزاے خیر عطا فرمائے عزیز گرامی مولانا محمد سبحان رضا مصباحی کو جنہوں نے

بہت حد تک آپ کی شخصیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی اور یہ رسالہ مرتب کر کے حضرت شیر بنگال کے اوصاف وکمالات سے قارئین کو مستفید ہونے موقع فراہم کیا۔

خاک پائے اولیا

فقیر محمد شکیل انور مصباحی

خادم تدریس مدرسہ محمودالاسلام پربھاس پاٹن ضلع گیر سومناتھ گجرات

حضرت مولانا احمد رضا قادری (ایم۔ اے)

استاذ دارالعلوم افضل المدارس کریلا باغ الہ آباد یوپی

پیر طریقت، رہبر شریعت، صاحب کرامت، بافیض وبابرکت، حضرت علامہ ومولانا مفتی غیاث الدین علیہ الرحمہ ایک عظیم شخصیت کا نام ہے، آپ کی ذات ستودہ میں ڈھیر ساری خوبیاں یکجا تھیں، آپ جہاں بہترین مناظر تھے، وہیں ایک شاندار و مخلص مبلغ بھی تھے، آپ جہاں ایک ذی استعداد و ذی صلاحیت عالم تھے وہیں ایک بے باک خطیب بھی تھے۔

ریاست بنگال کے ضلع اتر دیناج پور اور اس کے قرب وجوار میں سب سے پہلے مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرانے کا سہرا آپ ہی کے سر جاتا ہے۔

جس وقت دیوبندی فریبی مبلغین اس پورے علاقے کو اپنے فریب کا شکار بنانے کے لیے ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے اس وقت آپ کی وہ واحد شخصیت تھی جو منظر اسلام بریلی شریف سے پہلی بار فضیلت کی سند حاصل کر کے علاقے کی سنیت کے تحفظ اور مسلک اعلیٰ

حضرت کا پرچم بلند کرنے کی خاطر دشمنان اسلام اور غداران رسول کے خلاف مقابلہ کے لیے اولوالعزمی کے ساتھ سینہ سپر ہو گئے۔

آپ کی دینی، ملی تبلیغی اور تقریری خدمات کی ایک طویل فہرست ہے، دیناج پور کے علاوہ بنگلہ دیش کے اضلاع میں بھی آپ کا تبلیغی کام کافی سرگرم رہا ہے۔ آپ کی دینی خدمات کی چند جھلکیاں اس کتاب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

حضور شیر بنگال علیہ الرحمہ کا ہمارے گھر سے ایک گہرا تعلق تھا، یہی کوئی ۱۴/۱۵ سال کی میری عمر رہی ہوگی، والد محترم حضرت الحاج عبد السلام صاحب قادری کے ذریعے معلوم ہوا کہ حضور شیر بنگال کی طبیعت بہت ناساز ہے، لہٰذا ہم عیادت کے لیے حضرت مولانا اسماعیل رضوی و حضرت مولانا شکیل انور مصباحی صاحبان کی معیت میں پہنچے، آنے جانے والوں کا تانتا لگا ہوا تھا، بعد عیادت گھر واپسی ہوئی، پھر چند ایام کے بعد خبر ملی کہ حضرت شیر بنگال کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون،

ہزاروں عشاق نے آپ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور نمناک آنکھوں سے "کونہ کمات قبرستان" میں سپرد خاک کیا گیا۔

وصیت کے باوجود حضرت علامہ و مولانا مفتی شبیر صاحب نعیمی (صاحب شروحات کثیرہ) بیرونی دورے پہ رہنے کی وجہ سے نماز جنازہ پڑھانے سے محروم رہے اور یہ شرف حضرت علامہ و مولانا مفتی شعیب عالم صاحب نعیمی کو حاصل ہوا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقے حضور شیر بنگال کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے مزار پاک کو مرجع خلائق عام بنائے آمین ☆☆☆

حضرت مولانا عبد الجبار صاحب قبلہ املیہ

استاذ دار العلوم جان رحمت چکنی دیناج پور (بنگال)

حضرت علامہ ومولانا الحاج محمد غیاث الدین شیر بنگال کی ذات علاقہ دیناج پور میں محتاج تعارف نہیں، آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ کی زبان سے کوئی لفظ نکلتا تو قرآن کی کوئی آیت ہوتی یا پھر حدیث مصطفیٰ ﷺ کا مبارک کلام ہوتا، آپ اس دور کے عالم تھے جس وقت ہمارے علاقے میں علما کا نام ونشان نہ تھا، وہابیت اور دیوبندیت اپنے بال و پر پھیلا رہی تھی، نت نئے طریقے سے بھولے بھالے مسلمانوں کو پھنسایا جارہا تھا، آپ نے باضابطہ وہابیت کے خلاف تحریک چلائی اور چکلیہ، گوالپوکھر، رائے گنج، پورنیہ اور کٹیہار وغیرہ علاقے کا بذریعہ سائیکل دورہ کر کے سنیت کے تحفظ کا بھرپور کام کیا اور وہابیت کو بے نقاب کیا، آپ لوگوں سے اکثر کہتے کہ اپنے آپ کو وہابیت سے بچاؤ، اپنے بچوں کو علم دین کی تعلیم دو، اور ہر گاؤں میں کم از کم دو چار عالم بناؤ جو ہمارے عقیدے کی حفاظت کے ساتھ حق و باطل کی پہچان دلا سکے۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت شیر بنگال نے ایک میلاد شریف کے پروگرام میں، عالم وعابد کا امتیاز ومرتبہ حدیث کی روشنی میں سمجھایا تھا، جس کا اثر یہ ہوا کہ مولانا داؤد صاحب کے والد نے یہ حتمی فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے لڑکے کو اسکول سے علاحدہ کر کے مدرسے میں پڑھاؤں گا اور انہوں نے ایسا ہی کیا اور مولانا داؤد دینی تعلیم کے لیے سرزمین سلطان پور جامعہ عربیہ بھیجے گئے۔ اور آج اللہ کا شکر ہے کہ اسی تقریر کا اثر ہوا کہ ہمارے علاقے اور گاؤں میں سیکڑوں علما موجود ہیں۔

دوران تقریر آپ نے جن حدیثوں کو بیان فرمایا تھا، وہ یہ ہیں: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! عالم افضل ہے یا عابد؟ سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم کے ساتھ ارشاد فرمایا اے شخص تیرے اس سوال پر فرشتوں کو تعجب ہوگا کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ایک سست عالم ستر ہزار محنتی اور رات بھر جاگ کر نماز پڑھنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے عابد سے بہتر ہے، یہ مرتبہ تو سست عالم کا ہے تو چست عالم کا کیا مرتبہ ہوگا؟۔

ایک دوسری جگہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر، اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان وزمین والے یہاں تک کہ سوراخوں میں چونٹیاں اور سمندر میں مچھلیاں اس کی بھلائی کی دعائیں مانگتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۳۴، فاروقیہ بک ڈپو)

سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ شریف پر نظر ڈالنا عبادت ہے اور عالم کی زیارت کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے، ایک دوسری جگہ سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن مسعود تمہارا گھڑی بھر علم دین حاصل کرنے کے لیے بیٹھنا کہ نہ کوئی قلم پکڑو نہ کوئی حرف لکھو یہ تمہارے لیے ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے، اے ابن مسعود عالم کے چہرے پر نظر ڈالنا خدا کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے بہتر ہے، اے ابن مسعود! عالم دین کو سلام کرنا تمہارے حق میں ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے۔

علم دین اور سفر کے حوالے سے آپ نے درج ذیل حدیث بیان فرمائی:

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو درداء کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں مدینہ منورہ سے آپ کے پاس. ایک حدیث سننے آیا ہوں، مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں، میں کسی اور ضرورت

سے نہیں آیا ہوں بلکہ حدیث سننے آیا ہوں، آپ مجھے وہ حدیث پاک سنائیے، حضرت ابودرداء نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے کو چلے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو جنت کے راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنا بازو بچھا دیتے ہیں، عالم کے لیے آسمان والے اور زمین میں بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں سب استغفار کرتے ہیں، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر، اور بے شک علما انبیا کے وارث ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۳۴، فاروقیہ بک ڈپو)

حضرت مولانا مظفر حسین رضوی

ناظم تعلیمات دارالعلوم رضائے مصطفٰے، شاہ پور

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

رہبر شریعت، پیر طریقت حضرت علامہ الحاج محمد غیاث الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت ہمارے دیار میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کا مسکن اتر دیناج پور کے ''کونہ'' میں تھا جو کشن گنج سے پورب اور دکھن کی طرف تقریباً ۲۵ رکلومیٹر دوری پر واقع ہے۔

حضرت شیر بنگال نور اللہ مرقدہ اپنے معاصرین میں ایک بڑے جید اور ممتاز عالم دین تھے، انہوں نے اپنی پوری زندگی رضائے الٰہی کی خاطر درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور مسلک اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت میں بسر فرمائی، آپ کے اندر دین وملت کا در

تھا، یہی وجہ ہے کہ دور دراز سے لوگ آپ کی بارگاہ میں دینی مسائل واحکام کی جانکاری حاصل کرنے کے لیے آتے تھے اور صبح وشام دولت کدہ پر مریدین اور عقیدت مندوں کا جم گھٹا لگا رہتا تھا، کسب معاش کے لیے ''طب'' کا پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے، مجموعی طور پر روحانی وجسمانی معالج کی حیثیت رکھتے تھے، پروردگار عالم نے حضرت کو ڈھیر ساری خوبیوں سے نوازا تھا، آپ بڑی فعال، متحرک اور بے باک شخصیت کے مالک تھے، فرق باطلہ کے لیے شمشیر برّاں تھے،، علاقے کی سنی عوام پر ان کا بڑا احسان رہا ہے، اگر وہ اپنے دور میں باطل فرقوں کے مقابلہ میں سینہ سپر نہ ہوتے تو سنیت کو اتنا فروغ نہیں ملتا، چوں کہ ''آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں'' بھی وہ چور کم نہیں تھے، گویا انہوں نے اہل سنت کے افراد کے ایمان وعقیدے کے تحفظ وبقا کے لیے پاسبانی کا کام انجام دیا ہے، اتنے سارے خدمات انجام دینے کے باوجود حضرت کو اب تک گمنامی میں رکھا گیا تھا۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ ہماری جماعت کے ایک نوعمر اور حساس عالم دین، محبّ گرامی حضرت مولانا محمد سبحان رضا قادری مصباحی نے اس جانب توجہ دی اور کافی محنت سے حضرت کی حیات طیبہ کے چند گوشوں کو سپرد قرطاس کیا۔ رب قدیر مولانا کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور حضور شیر بنگال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربت پر صبح وشام رحمت وغفران کی بارش برسائے۔ آمین۔ ☆☆☆

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل رضوی صاحب قبلہ

صدر المدرسین مدرسہ فیضان رضا گوداسمل، ضلع اتر دیناج پور (بنگال)

ہندوستان کے صوبہ بنگال ضلع اتر دیناج پور، موضع کونہ ونوری نگر کمات، جہاں بہت سے بزرگان دین محو استراحت ہیں اور نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے روحانی فیضان

سے خلق خدا کو بہرہ ور کر رہے ہیں، اسی جماعت میں سے ایک شخصیت پیر طریقت حضرت علامہ الحاج محمد غیاث الدین علیہ الرحمہ درویش صفت صوفی اور صاحب ولایت بزرگ گزرے ہیں، جن کی سحاب رحمت کا فیضان کونہ دنوری نگرکمات کے علاقہ پر برسا اور خوب برسا، آپ کے شعاع عالم تاب نے ہر چہار جانب روشنی پہنچائی۔ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ نے ہمیشہ اپنے لیل ونہار کو دینی فرائض کی انجام دہی میں گزارا، دنیاداری اور نام ونمود کو اپنے قریب تک آنے نہیں دیا، آج اس در پر شاہ وگدا ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی تربت پر رحمت ونور کی بارش برسائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد تبریز مصباحی

الجامعۃ النوریہ بنگلور کرناٹک

ہر دور میں کچھ ایسی نایاب شخصیتیں معرض وجود میں آتی ہیں جن کی ذات اور سیرت انسانیت کی بقا کے لیے ایک درس عبرت ہوتی ہے، انہیں شخصیات میں سے ایک حضرت علامہ الحاج غیاث الدین علیہ الرحمہ کی ذات ہے، جن کی زندگی اہل ایمان کے لیے ایک بیش قیمت مثال تھی۔

میں نے تو ان کا زمانہ نہیں پایا ہے لیکن میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے بالخصوص میرے والد بزرگوار الحاج محمد نوشاد عالم سے سنا ہے کہ آپ ایک باکمال عالم دین اور حد درجہ پابند شریعت تھے، آپ کی ہر ادا وعمل سے سنت نبوی کے آثار نمایاں تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی تربت پر رحمت ونور کی بارش برسائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد عظمت رضا رضوی

جامعۃ الرضا فاطمۃ الزہرہ، اون، سورت، (گجرات)

کاسہ شوق لے کے تو کر رہا ہے رو برو آنکھوں سے التجا بھی کر دل سے انہیں صدا بھی دے

حضور شیر بنگال علیہ الرحمہ جن کا سینہ اقدس انوار وتجلیات الٰہی کا مرکز تھا، جن کے دل میں محبت الٰہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا دریا موجزن تھا اور جن کا ہر عمل تسلیم ورضا کی عملی تفسیر تھا، جن کا ہر قدم سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں کے لیے نشان منزل تھا، ایک ایسے باکمال ہادی، عظیم رہنما، کامل فرد مومن تھے جنھوں نے خطہ بنگال کو اپنے چشمہ روحانیت سے سیراب کیا، شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پاسداری اور سنت رسول کی اتباع کی ہمیشہ سختی سے پابندی کروائی، شریعت وطریقت کے معاملے میں ہمیشہ حق گوئی وحق پرستی سے کام لیتے ہوئے اسلام کے کسی مخالف، دین کے کسی دشمن اور خدا ورسول کے کسی نافرمان کو کبھی معاف نہ کرتے تھے۔ آپ ہی کی محنتوں وکاوشوں کا ثمرہ ہے کہ اس علاقے میں سنیت ہری بھری نظر آرہی ہے، اگرچہ آپ کا وصال ہو چکا ہے لیکن طالبان رشد وہدایت، متلاشیان حق وصداقت اور آرزومندان فیوض وبرکات کے لیے آج بھی ان کے مزار پاک سے فیوض وبرکات کے دریا ابلتے ہیں۔

ع ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے۔ آمین

حضرت مولانا محمد ابرار رضا مصباحی

سید پور با بھن ٹولی تھانہ چکلیہ اتر دیناج پور

شیر بنگال حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ خطہ بنگال کے بہت مشہور شخص کا نام ہے، آپ علم وعمل میں یکتائے روزگار اور اخلاق وکردار میں بے مثل ومثال تھے۔ اتفاق سے ایک دن، میں ''ڈاس پاڑا'' گیا، واپسی کے بعد والد گرامی جناب عبدالحمید صاحب سے ''ڈاس پاڑا'' نامی گاؤں سے متعلق باتیں ہونے لگیں، کہنے لگے وہ بڑا زرخیز اور خوشحال علاقہ ہے، پھر باتوں بات میں والد صاحب کہنے لگے کہ ''ڈاس پاڑا'' میں ایک مولانا الیاس صاحب تھے اور کونہ کمات میں حضرت مولانا غیاث الدین علیہ الرحمہ تھے، یہی دونوں بزرگ اپنے علاقے میں مشہور تھے، جہاں کہیں بھی میلاد شریف یا فاتحہ خوانی ہوتی دونوں حضرات کی شرکت لازمی ہوتی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیر بنگال، کتنی بڑی اور معروف شخصیت کا نام ہے۔

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

﴿ترانہ در شان دارالعلوم فیض عام کونہ نوری نگر کمات﴾

علم وہنر کا فیض ہے جاری تجھ سے صبح وشام،، اے میرے فیض عام
کتنے عالم تو نے بنائے ہیں کتنے امام ،، اے میرے فیض عام
فیض تھا جاری کل بھی تیرا آج بھی ملتا رہتا ہے، دل کا گلشن کھلتا ہے
شاد ہمیشہ ہوتا رہے گا تجھ سے خاص وعام ،، اے میرے فیض عام
نور سے تیرے ہر سو روشن یہاں کا ذرہ ذرہ ہے، جگمگ دل کا صحرا ہے
نوری نگر اور کونہ پر ہے تیرا خاص انعام ،، اے میرے فیض عام
تیرا جلوہ روز شبانہ جنت منظر دکھتا ہے ، کتنا دلکش لگتا ہے
کتنی انوکھی صبح ہے تیری کتنی نرالی شام ،، اے میرے فیض عام
پورب پچھم اتر دکھن پھیلا فرقہ وہابی ہے، پر تو سب پہ حاوی ہے
جب جس نے سر کو اٹھایا تو نے کیا ناکام ،، اے میرے فیض عام
تیرے صحن کا ہر ذرہ سورج سے آنکھ لڑاتا ہے ، قسمت پہ اتراتا ہے
پیارے نبی کے صدقے ملا ہے تجھکو حسین انعام اے میرے فیض عام
نام رضا جب ہم لیتے ہیں نجدی سب گھبراتے ہیں گھٹنوں کے بل آتے ہیں
سنی کے دل پر لکھا ہے تو نے رضا کا نام ،، اے میرے فیض عام
تیرا ہر پروردہ دین وسنت کے کام آیا ہے ، عالم بن کر چھایا ہے
دشمن دیں کے ہر فتنہ کو جس نے کیا ناکام ،، اے میرے فیض عام
تیری الفت جسکو ملی ہے چمکی اسکی قسمت ہے ، اس پہ رب کی رحمت ہے
دیوانوں کو تو نے پلایا عشق نبی کا جام ،، اے میرے فیض عام
شہرت تیرے ہی صدقے مقبول خاص وعام ہوا کیا ہی خوب اکرام ہوا
مادر علمی! تیری عطا سے روشن ہے میرا نام ،، اے میرے فیض عام

نتیجہ فکر: مولانا محمد اسمٰعیل رضوی، نوری نگر کمات

جہاں کی خاک سے انساں بنائے جاتے ہیں

شیر بنگال حضرت علامہ الحاج غیاث الدین علیہ الرحمۃ والرضوان کے خون جگر سے سینچا ہوا علم وفضل کا سرسبز وشاداب گلشن یعنی مرکز علم وادب دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات ضلع اتر دیناج پور بنگال تعلیم وتربیت کا عظیم گہوارہ ہے۔ جس کی علمی ودینی خدمات نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ جہالت، بے دینی اور گمراہیت کے ماحول میں علم کی روشنی اور اسلامی احکامات کی ترویج واشاعت کے لیے تقریباً ۱۹۵۰ء میں حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس ادارے کی بنیاد رکھی اور پوری زندگی اس کی تعمیر وترقی کے لیے جد وجہد فرماتے رہے۔ آپ کے صد درجہ اخلاص اور سعی پیہم کی وجہ سے ادارے نے علم ودانش کی ایسی روشنی پھیلائی کہ اس کی وجہ سے آج پورا علاقہ روشن ومنور ہے۔ چھ دہائی کے طویل عرصے میں دارالعلوم فیض عام سے ہزاروں طالبان علوم نبویہ نے کسب فیض کیا اور سیکڑوں کی تعداد میں علما وفضلا علم وفضل کے زیور سے آراستہ ہوکر ملک کے مختلف علاقوں میں درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دارالعلوم فیض عام صرف ایک تعلیمی ادارہ ہی نہیں بلکہ علاقے کی سنیت کا مرکز ہے۔ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ نے اسی مرکز میں جلوہ افروز ہوکر پورے علاقے میں سنیت کی روشنی پھیلائی لہٰذا ادارے کا تحفظ اور اس کی بقا ہی میں اہل سنت کی سرخروئی مضمر ہے۔

دارالعلوم فیض عام میں حفظ وقراءت کے ساتھ درس نظامی کی تعلیم جاری ہے، نصف درجن اساتذہ شب وروز طلبہ کی عمدہ تعلیم وتربیت کے لیے کوشاں ہیں، تعمیری کام بھی مسلسل جاری ہے۔ مختلف شعبوں کے قیام، آئندہ کئی اہم منصوبوں کی تکمیل اور دارالعلوم کی ہمہ جہت ترقی کے لیے اہل خیر کی توجہات ضروری ہے۔

ترسیل زر ومراسلت کا پتہ

ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات، پوسٹ املیہ، وایا پانجی پارہ ضلع اتر دیناج پور بنگال

Published by
Dar ululoom Faiz-E-Aam Kona & Noori Nagar Kamat
Distt.U/Dinajpur(W/Bengal)